43 ۔ بلی چیختی ہے

ابن صفی

ان دنوں حماقتیں شباب پر تھیں، یعنی عمران نے بوڑھوں کی سی وضع قطع اختیار کر لی تھی۔ تھری پیس کے سوٹ میں رہتا تھا سر پر اونچی دیواروں والی فلیٹ ہیٹ ٹوپی اور واسکٹ کی جیب میں گھڑی کی زنجیر پیٹ پر جھولا کرتی۔ بغل میں چھوٹی سی چھتری دبا کر چلتا ۔۔۔۔۔۔ چال میں ویسے ہی متانت پائی جاتی جو انگلینڈ کے قدیم لارڈوں کا طرہ امتیاز تھی۔ کبھی کبھی عینک سے بھی شوق فرمایا جاتا ۔ ٹاپ ہیٹ کے سائے میں "معنک" قسم کی حماقت انگیز سنجیدگی اس کی شخصیت کے گرد عجیب سی فضا پیدا کرتی تھی ۔۔۔۔ جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ۔۔۔۔ دیکھنے والے فیصلہ نہیں کر پاتے کہ اسے دیکھ کر قہقہے لگائیں یا خود بھی سنجیدہ ہو جائیں۔

لیکن یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے تحت نہیں تھا۔ بس لہر طبیعت کی ۔۔۔۔ زندگی میں نئے پن کی تلاش کا نتیجہ ۔۔۔ قریبی احباب نے دل کھول کر قہقہے لگائے تھے۔ لیکن ان دنوں اس کے ساتھ کسی پبلک مقام پر جانے سے کترانے لگے تھے۔ راہ چلتے دیکھ پاتے تو نظر انداز کر کے نکلے چلے جانے کی کوشش کرتے ۔۔۔۔ ویسے خود عمران کا خیال تھا کہ ایسے دوستوں کی ہم نشینی سے تو یہی بہتر ہے کہ آدمی پانچ دس گدھے پال لے اور فرصت کے لمحات ان کے ساتھ گزارے۔

یہ ان دنوں کی بات جب عمران بیکار تھا۔ سیکرٹ سروس سے تعلق نہیں ہوا تھا۔

قیام بھی رحمان صاحب کے ساتھ ہی تھا۔

کبھی کبھی فیاض اپنی دشواریوں سمیت آ دھمکتا اور عمران کو اس کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا۔ ۔ ۔ لیکن آج کل تو گلیاں بھی نہیں تھیں جو بیکاری کا احساس نہ ہونے دیتیں۔

خیر تو اس وقت اسے ایک ٹیکسی کا انتظار تھا جو اسے ہائی سرکل نائٹ کلب تک پہنچا دیتی۔ جہاں کھڑا تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک ٹیکسی رکی۔ وہ تیزی سے جھپٹا لیکن قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ کسی دوسرے نے ہاتھ دے کر اسے رکوایا تھا۔ دوسرا آدمی فاتحانہ انداز سے اس کی طرف دیکھ کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا اور ٹیکسی "زوم" سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ ۔ ۔ ۔ اور متفکرانہ انداز میں منہ چلانے لگا۔

کچھ دیر بعد ایک ٹیکسی آتی دکھائی دی۔ بیتابانہ انداز میں آگے بڑھ کر اس نے ہاتھ اٹھایا۔ ٹیکسی رک گئی۔ ۔ ۔ ۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ قریب پہنچتا ایک معمر عورت پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ اس طرح اس ٹیکسی سے بھی ہاتھ دھونے پڑے اور بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔ یا اللہ مجھے صبر کی توفیق عطا کر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر ایک موٹر رکشا نظر آیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھایا لیکن رکشے والا فرعونوں کی طرح گردن اکڑائے قریب ہی سے گزر گیا۔ ۔ ۔

"اے اللہ میرے گناہ معاف کر" عمران گڑگڑایا۔

پھر اس نے سوچا کہ کچھ اور آگے بڑھ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ اس طرح ٹیکسی حاصل کرنے میں یقینی طور پر کامیابی نصیب ہوگی۔ ۔ ۔

لیکن وہاں بھی کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اندازہ ہوا کہ وہ جگہ بھی اس کے ستاروں سے مطابقت نہیں رکھتی۔

پھر کچھ آگے بڑھا۔

اور پھر اسے یقین ہی ہو گیا کہ پورا شہر اسے چوٹ دے جانے پر آمادہ ہے۔ وہ یہاں ٹھہرا تو کچھ اور آگے سے لوگوں نے خالی ٹیکسیوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔

اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب تک جانا تھا، لہذا وہ ٹیکسی حاصل کر لینے کی توقع پر تھوڑا تھوڑا کھسکتا ہوا ٹپ ٹاپ تک پیدل ہی آ پہنچا۔ ایک ٹیکسی ٹپ ٹاپ کے کمپاونڈ سے نکل رہی تھی۔ اور خالی بھی تھی۔ عمران اسے دیکھ کر پر مسرت لہجے میں چیخا۔ "ٹھہر جاؤ"۔

ٹیکسی رکی اور وہ بالکل ایسے ہی انداز میں اس کی طرف جھپٹا جیسے اس پر بھی کسی دوسرے کا قبضہ ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

جب وہ پچھلی نشست پر بیٹھ چکا تو ڈرائیور نے میٹر ڈاون کرتے ہوئے پوچھا۔ کہاں چلوں صاحب"۔

"ٹپ ٹاپ۔۔۔۔ٹپ ٹاپ نائٹ کلب"۔ عمران ہانپتا ہوا بولا۔

"جی"۔ ڈرائیور چونک کر مڑا۔ اندر کا بلب روشن کیا اور عمران کو گھورنے لگا۔ لیکن وہاں گہری سنجیدگی کے علاوہ اور کیا ملتا۔۔۔۔

"آپ کیا فرما رہے ہیں جناب"؟۔ اس نے حیرت سے کہا۔

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "کیا تم بہرے ہو"؟۔

"نہیں جناب۔۔۔۔کیا آپ اس شہر میں اجنبی ہیں"؟۔

"نہیں۔۔۔۔۔میں اسی شہر کا باشندہ ہوں"۔

"پھر تو شائد۔۔۔"

"جلدی کرو"۔

"آپ ٹپ ٹاپ کے پھاٹک پر ہی موجود ہیں"۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔ "عمران غرایا۔

"یعنی کہ۔۔۔۔پھر۔۔۔"؟

"میں کہتا ہوں چلو۔۔۔میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے"۔

"کہاں چلوں۔۔۔یہ گاڑی ہال کے اندر تو نہ جا سکے گی"؟۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔ "عمران نے کسی ضدی بچے کے سے انداز میں کہا۔

بات بڑھتی گئی۔۔۔کئی لوگ چلتے چلتے رک بھی گئے تھے۔ لیکن شاید معاملات کی نوعیت نہ سمجھ سکنے کی بنا پر آگے بڑھ گئے تھے۔

ڈرائیور بھی کوئی شریف ہی آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اگر اکھڑ قسم کا کوئی جاہل آدمی ہوتا تو کبھی کا عمران کو کھینچ کھانچ کر نیچے اتار چکا ہوتا۔۔۔۔

" کیا قصہ ہے بھئی "؟۔ دفعتاً ایک تماشائی باہر سے پوچھ ہی بیٹھا۔

یہ ایک معمر لیکن حیرت انگیز طور پر صحت مند آدمی تھا۔ بے داغ سفید اور گھنی مونچھیں رکھتا تھا۔ چہرہ بڑا اور پیشانی کشادہ تھی۔ سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔۔۔۔ خوبصورت اور اسمارٹ۔۔۔

"م۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب جانا چاہتا ہوں" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ تو آپ۔۔۔۔ ٹپ ٹاپ ہی کے پھاٹک پر موجود ہیں"۔ بوڑھے نے کہا۔

"تو اس سے کیا ہوتا ہے"؟۔

"جی" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں"۔

"میں بالکل نہیں سمجھا جناب"۔ بوڑھے نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ سمجھئے" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں ٹپ ٹاپ کے لیے ٹیکسی کی تلاش میں تین میل سے پیدل چلا آیا ہوں۔ یہاں بڑی مشکل سے ایک ملی بھی تو یہ مصیبت۔۔۔ میری بات ڈرائیور کی سمجھ ہی میں نہیں آ رہی"۔

"لیکن اب تو آپ ٹپ ٹاپ کے پھاٹک ہی پر ہیں"؟۔ بوڑھے نے ہنس کر کہا۔

"ہوا کروں۔۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے" عمران کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"کمال ہے بھئی"۔ بوڑھا ہنس پڑا۔ اس بار لڑکی بھی ہنسی تھی۔

بوڑھا چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر پچھلی نشست کا دروازہ کھولتا ہوا لڑکی سے بولا۔ "اندر بیٹھ جاؤ"۔

عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں دوسری طرف کھسک گیا۔ ٹیکسی ایک الیکٹرک پول کے قریب کھڑی تھی اس لیے اندر تاریکی نہیں تھی۔ عمران کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا جس پر شدید ترین بوکھلاہٹ کے آثار بخوبی دیکھے جا سکتے تھے۔

لڑکی بیٹھ چکی تو بوڑھا اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے پاس جا بیٹھا۔

"اب گاڑی کو سڑک پر نکال کر گھماؤ۔۔۔۔ اور چپ چاپ دوبارہ اندر چلے چلو"۔ اس نے ڈرائیور سے کہا۔

"جناب۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔ آپ بھی"؟۔ ڈرائیور ہکلایا۔

"مفت نہیں۔۔۔۔ اجرت ملے گی"۔ بوڑھا اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

ڈرائیور نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھائی اور پھر اسے موڑ کر دوبارہ پھاٹک سے گزرتا چلا گیا۔

پورچ میں گاڑی رکی۔۔۔

"اترئیے جناب"۔ بوڑھے نے مڑ کر عمران سے کہا۔ "اس وقت آپ عمارت کے پورچ میں ہیں۔

عمران دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا اور لڑکی کے لیے دروازہ کھولے رکھنے کی بجائے جھپٹ کر ڈرائیور کے پاس آیا۔ جیب سے پانچ کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ آئندہ کسی شریف آدمی سے بحث نہ کرنا سمجھے"؟۔

"بہت اچھا جناب۔۔۔" ڈرائیور نے نوٹ لیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "شکریہ"۔

عمران آگے بڑھ گیا۔۔۔ دفعتاً پشت سے آواز آئی۔ "ارے جناب ایسی بھی کیا بے مروتی"۔

عمران رک کر مڑا۔۔۔ بوڑھا اور لڑکی اس کی جانب بڑھے آ رہے تھے۔

"م۔۔۔ معاف۔۔۔ فرمائیے۔۔۔"؟ عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں سمجھا شاید۔۔۔ یہاں لوگ ایسی ہی بے مروتی سے پیش آتے ہوں گے"۔ بوڑھے نے کہا۔

اور عمران ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔

ہال میں پہنچ کر وہ انہیں اپنی مخصوص میز پر لے گیا۔

"بہت بہت شکریہ۔۔۔" بوڑھا بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہم یہاں اجنبی ہیں۔۔۔ یہ میری بیٹی ہے میریا تصدق۔۔۔ میں تصدق صدیق ہوں۔۔۔ کینیا کا باشندہ۔۔۔ نیروبی میں گھر ہے۔۔۔ اصلاً تو یہیں کا باشندہ سمجھنا چاہیے۔۔۔ دادا جان کینیا ہی میں جا بسے تھے اب وہاں کا شہری سمجھیے۔۔۔"

"ب۔۔۔ بڑی۔۔۔ وہ ہوئی۔۔۔ کیا؟۔۔۔ خوشی" عمران نے اس سے مصافحہ کیا۔

"میں جس فرم کا پارٹنر ہوں اس کی ایک شاخ یہاں بھی ہے۔۔۔ میں اس کی دیکھ بھال کے لیے یہاں آیا ہوں"۔

"بب بڑی خوشی ہوئی"۔

"مجھے نیروبی ہی میں معلوم ہوا تھا کہ آپ لوگ بڑے ملنسار اور خوش اخلاق ہوتے ہیں"

"ہپ۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔۔"

"آپ کا نام"؟۔

"عمران علی ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ﴿آکسن﴾

"پی ایچ ڈی"۔ اس نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں۔۔۔، آئس کریم کے ڈاکٹروں کو پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ہی ملتی ہے"۔

"تو آپ آئس کریم کے ڈاکٹر ہیں"؟۔

"جی ہاں"۔

"بدقسمتی ہے کہ سردیوں کا زمانہ ہے ورنہ دیکھتے کہ آپ کیسی آئس کریم بناتے ہیں"۔

"گرمیوں میں سہی۔۔۔" عمران احمقانہ انداز میں مسکرایا۔

"یہ شہر مجھے بہت پسند آیا ہے"۔

"عمران کچھ نہ بولا، ویٹر کو اشارے سے بلا کر تین آدمیوں کے کھانے کے لیے کہا۔

"ارے تکلیف نہ کیجئے"۔ بوڑھے نے کہا۔

"نہیں تکلیف کی کیا بات۔۔۔ آپ مہمان ہیں ہمارے"۔

"واقعی بڑے خوش اخلاق ہیں آپ لوگ"۔

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں پاپا۔۔۔" دفعتاً لڑکی بول پڑی۔

"کیوں"؟۔

"انہوں نے ابھی تک مجھ سے بات بھی نہیں کی۔ کیا یہ بداخلاقی نہیں ہے"؟۔

"ارے نہیں بھئی۔۔۔" بوڑھا جلدی سے بولا۔

"م۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔ معافی چاہتا ہوں" عمران گھگھیایا۔

"آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا۔ یہ بہت زندہ دل لڑکی ہے"۔

"ہونا چاہئے۔۔۔ ہونا چاہئے"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

" کیا ہونا چاہئے"؟۔ لڑکی نے پوچھا۔

"لل۔۔۔ لڑکی۔۔۔ " عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا اور وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

کھانے کی ڑرے آئی۔ ٹپ ٹاپ میں ہفتے میں ایک دن مستقل ممبروں کو انتظامیہ کی پسند کا کھانا بھی زہر مار کرنا پڑتا تھا۔ آج وہی دن تھا۔۔۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے"۔ بوڑھے نے کہا۔ خود کھانوں کے انتخاب کی جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ہوتا"۔

"ہفتے میں صرف ایک دن۔۔۔ " عمران بولا۔ اور بوڑھے کے استفسار پر کلب کے قواعد بتائے۔

" چلو ہفتے میں ایک ہی دن سہی۔ اس الجھن سے تو نجات تو مل ہی جاتی ہے کہ کیا کھانا چاہئے"؟۔

کھانے کے دوران میں وہ خاموش ہی رہے۔ کبھی کبھی لڑکی عمران کو متحیرانہ انداز میں گھورنے لگتی تھی۔ آرکسٹرا سلو فوکس ٹروٹ بجا رہا تھا۔ پورے ہال میں مدھم سی نیلی روشنی بکھری ہوئی تھی۔۔۔ عجیب خواب ناک سا ماحول تھا۔۔

دفعتاً آرکسٹرا دھن بدلنے کے لیے رکا اور فضا پر ایسی بوجھل سی خموشی مسلط ہو گئی۔ جیسے وہاں کوئی نہ ہو۔

پھر اچانک بلی کے چیخنے کی آواز آئی۔۔۔ اور عمران کا بوڑھا مہمان بیساختہ اچھل پڑا۔ چھری اور کانٹا ہاتھوں سے چھوٹ کر پلیٹ میں آ رہے۔۔۔

اب عمران نے دیکھا کہ وہ نیپکن سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ چہرے پر خوف کے آثار بھی نظر آ رہے تھے۔۔۔

لڑکی بھی کچھ بدحواس سی لگ رہی تھی اور اس نے بھی ہاتھ روک لیے تھے۔

آرکسٹرا نے ساوتھ امریکن کاک ٹیل شروع کر دی۔۔۔

" کیوں جناب کھائیے نا"۔ عمران نے بوڑھے کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بب۔۔۔ بس۔۔۔ شکریہ"۔

" آپ نے کھایا ہی کیا"؟۔

"بس اتنا ہی کھاتا ہوں۔۔۔ " وہ غالباً زبردستی مسکرایا۔

لڑکی کی آنکھوں سے بے چینی مترشح تھی۔۔۔ اس نے مستفسرانہ نظروں سے بوڑھے کی طرف دیکھا۔۔۔ اور بوڑھا اٹھتا ہوا بولا۔ "میں ابھی آیا"۔

"مم۔۔۔۔ میں" لڑکی نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم بیٹھو"۔ بوڑھے نے کہا اور تیزی سے آمدورفت کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ تو کھائیے نا" عمران نے لڑکی سے کہا۔

"جج۔۔۔۔ جی ہاں۔ "لڑکی چونک پڑی جو دروازے کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

"یہ گلاس لیجئے"۔

"جی۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔ کھاؤں گی"

"نیروبی میں مرغ کیا حساب ملتے ہیں"

"پتہ نہیں"۔ وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں اکثر سوچتا ہوں"۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"کیا سوچتے ہیں"؟۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔ چھوڑیئے۔۔۔۔ جانے دیجئے" عمران نے شرما کر کہا۔

"اوہو۔۔۔۔۔ بتائیے نا۔۔۔ کیا حرج ہے"؟۔

عمران کچھ دیر تک کچھ سوچتا رہا اور چہرے پر اندرونی کش مکش کے آثار نظر آتے رہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہکلا ہکلا کر بچکانہ انداز میں بولا"۔ کاش میرے کوئی چچا بچپن ہی میں نیروبی بھاگ گئے ہوں۔ وہاں انہوں نے بہت سی دولت کمائی ہو اور وہیں کی کسی حبشن سے شادی کر لی ہو۔۔۔ اور اب اچانک آ جائیں بال بچوں سمیت سب سے بڑی لڑکی کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہو۔ اور وہ بھی اپنی ماں ہی کی طرح حبشن ہو"۔

"کیا بات ہوئی"؟۔ لڑکی ہنسنے لگی۔

"نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔ سیاہ رنگت اور موٹے موٹے ہونٹ میری بہت بڑی کمزوری ہے" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

لڑکی نے اسے گھور کر دیکھا۔ شاید سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ کہیں وہ اسے بیوقوف تو نہیں بنا رہا۔۔۔

"آپ حیرت انگیز ہیں"۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے"۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کاش میں حیرت انگیز نہ ہوتا"۔

لڑکی کچھ نہ بولی۔ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ عمران چھری اور کانٹے کی طرف متوجہ تھا اور اس کے چہرے پر گہرے تشویش کے آثار تھے۔

کچھ دیر تک وہ خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔ پھر دفعتہً لڑکی نے چھری اور کانٹا پلیٹ میں رکھ دیئے اور دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں دبانے لگی۔۔۔

عمران نے مستفسرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ لڑکی کے چہرے پر اضمحلال طاری ہو گیا تھا اور پلکیں اس طرح جھکی پڑ رہی تھیں جیسے نیند کا غلبہ ہو۔

"کک۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا بات ہے"؟ عمران نے پوچھا۔

"کیا آپ کو میرا سر پہلے سے بڑا لگ رہا ہے"؟ اس نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

"جی۔۔۔ نہیں تو۔۔۔"؟

"غور سے دیکھئے۔۔۔"

"میں دیکھ رہا ہوں"؟۔

"پھر بتایئے"؟۔

"یقین کیجئے کہ سب ٹھیک ہے"۔

"میرا سر پہلے سے بڑا ہو گیا ہے"۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت بذریعہ میگنیفائینگ گلاس سوچ رہی ہیں"۔

"میرا مذاق اڑا رہے ہیں آپ"؟ اس نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"ارے۔۔۔ توبہ۔۔۔ توبہ" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"نہیں۔۔۔ یہی بات ہے"

"مم۔۔۔۔میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں"؟۔

"تم گدھے ہو۔۔۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"ج۔۔۔جی"

"شٹ اپ۔۔۔"

"خدا کسی موٹر مکینک کی بیوی بنائے آپ کو" عمران نے اسے بددعا دی۔

"میں تھپڑ ماردوں گی۔ اگر بدتمیزی کی"۔

اس صورت میں کھانے کا بل آپ ہی کو ادا کرنا پڑے گا کیونکہ لڑکیوں سے تھپڑ کھانے کے بعد مجھے ہوش نہیں رہتا"۔

"سور"۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی پلیٹ عمران کے منہ پر دے ماری۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پلیٹ خالی تھی ورنہ حلیہ ہی بگڑ کر رہ جاتا۔ وہ بڑی پھرتی سے کرسی ہٹا کر پیچھے ہٹ گیا۔

اب تو میز پر رکھی ہوئی ساری ہی چیزیں اس پر برس رہی تھیں اور وہ اچھل کود کر خود کو ان کی زد سے بچا رہا تھا۔ اس ہڑبونگ سے ہال کے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوئے۔۔۔۔ لڑکی کی پھینکی ہوئی چیزیں دوسروں پر بھی پڑی تھیں۔ لوگ چیخ رہے تھے۔ اور کلب کے منتظمین اس طرح ادھر ادھر بھاگ رہے تھے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اس ہنگامے پر کس طرح قابو پائیں۔

پھر لڑکی نے میز الٹ دی اور بوڑھے آدمی کی چھڑی چھین کر عمران پر حملہ کر دیا۔۔۔۔ اوورکوٹ اور چھڑیاں عموماً کلوک روم ہی میں رکھوائی جاتی تھیں۔ لیکن یہ ایک نامعقول چھڑی نہ جانے کیسے اس وقت ہال میں بھی آ گئی تھی جس نے مآل کار خاصی ہڑبونگ مچوا دی تھی۔

چھڑی ہاتھ میں آتا ہی تھا کہ لڑکی نے آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کے بھی دو چار ہاتھ جھاڑ دیئے۔ پھر عمران پر جھپٹی لیکن اس نے اس کے وار خالی دیئے۔

اس کے بعد نجانے کیا ہوا کہ ہال کے سارے بلب بجھ گئے۔ اب گہرا اندھیرا تھا اور مختلف قسم کی آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔ عمران سچ مچ بوکھلا گیا تھ۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک یہ کیا ہو گیا۔ پھر جلدی روشنی ہو گئی لیکن شور بدستور جاری رہا۔۔۔۔۔ لڑکی کا کہیں پتہ نہ تھا۔۔۔۔ لوگوں نے عمران کو گھیر لیا۔

اور وہ احمقانہ انداز میں ایک ایک کی صورت دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ وہ زندگی کی یکسانیت سے اکتا کر نئے پن کی تلاش میں ضرور نکلا تھا۔ لیکن ایسا بھی کیا نیا پن۔۔۔۔

--------------------*----------*

دو آدمی جو صورت ہی سے خطرناک معلوم ہوتے تھے۔ القاہرہ ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ مضبوط جسم اور چوڑے چکلے اعضاء والے۔۔۔۔ دونوں جبڑوں کی ساخت سے سخت گیری عیاں تھی۔ ایک کے بائیں ہاتھ میں اخبار تھا اور داہنے ہاتھ میں چائے کی پیالی۔ دوسرا چھری اور کانٹے سے تلے ہوئے پارچوں پر زور آزمائی کر رہا تھا۔ دفعتاً دوسرے کے ہاتھ سے پیالی چھوٹ پڑی اور اخبار بھی دور جا گرا۔

" کیا بیہودگی ہے "۔ پہلا کرسی پیچھے کھسکاتا ہوا غرایا۔۔۔۔۔ چائے اس کے کپڑوں پر گری تھی۔

"بھاگو۔۔۔ " دوسرے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا بک رہے ہو"؟۔

"تت۔۔۔ تصدق۔۔۔۔ اور میریا۔۔۔"

" کیا مطلب۔۔۔" ؟ پہلا بھی بوکھلا گیا۔

دوسرے نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھا دی۔۔۔۔ اور تیزی سے اخبار اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "خبر دیکھو۔۔۔۔۔ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ہنگامہ"۔

پہلا بلند آواز سے خبر پڑھنے لگا۔

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ہنگامہ۔۔۔۔۔ بلی کی چیخ پر باپ غائب اور بیٹی کا سر پہلے سے بڑھ گیا۔۔۔۔ 27 دسمبر کی شب سائنس کے ایک اسکالر مسٹر علی عمران ایم۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی ﴿آکسن﴾ کو ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔۔۔ مسٹر عمران کلب کے مستقل ممبر ہیں۔ پچھلی رات کلب کی کمپاؤنڈ میں انہیں دو غیر ملکی ملے۔۔۔۔ انہوں نے بتایا کہ وہ کینیا، نیروبی، کے باشندے اور شہر میں اجنبی ہیں۔

مسٹر عمران نے ازراہ مہمان نوازی انہیں رات کے کھانے کے لیے مدعو کیا۔ مرد نے اپنا نام تصدق صدیق بتایا تھا اور لڑکی نے میریا تصدق۔ مسٹر عمرن کے بیان کے مطابق وہ باپ بیٹی تھے۔ کھانے کی میز پر ہی گفتگو ہوتی رہی۔ پھر جیسے ہی آرکسٹرا نے موسیقی بند کی ایسا معلوم ہوا جیسے قریب ہی کہیں سے کوئی بلی چیخی ہو۔ لڑکی کے ساتھی نے کھانا روک دیا۔ اور کوئی عذر کر کے وہاں سے غائب ہو گیا۔ لڑکی مسٹر عمران کے ساتھ کھانا کھاتی رہی۔ پھر اس نے مسٹر عمرن سے پوچھا کیا انہیں اس کا سر پہلے سے کچھ بڑا معلوم ہو رہا ہے۔ مسٹر عمران نے کہا نہیں۔ اور وہ یک بیک بپھر گئی۔ انہیں برا بھلا کہنے لگی اور اس پر زور دیتی رہی کہ اس کا سر یقینی طور پر پہلے سے بڑا ہو گیا ہے۔ مسٹر عمران تردید کرتے رہے۔ آخر کار اس نے ان کے منہ پر شوربے کی تاب کھینچ ماری۔ پھر ہنگامہ بڑھ گیا پورے ڈائننگ ہال میں افراتفری مچ گئی۔ کئی لوگوں کے کپڑے برباد ہو گئے کیونکہ لڑکی مجنونانہ انداز میں دوسری میزوں سے بھی شوربے کی تابیں اٹھا اٹھا کر مجمع پر پھینک رہی تھی۔ پھر ہال کی روشنی ہی غائب ہو گئی۔ دوسری بار جب بلب روشن ہوئے تو لڑکی کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ مجمع نے مسٹر عمران کو گھیر لیا۔ وہ بڑی مشکل سے لوگوں کو یقین دلا سکے کہ وہ ایک شریف آدمی ہی نہیں بلکہ کلب کے مستقل ممبر بھی ہیں۔۔۔۔۔ لڑکی اور اس کے ساتھی کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔ پولیس کلب کے منیجر کی طرف سے رپورٹ درج کر کے مزید تفتیش کر رہی ہے"۔۔۔۔۔۔۔

خبر ختم کر کے پہلا آدمی خاموش ہو گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ دونوں بڑی دیر تک خاموش کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایک نے کہا۔ "یہ جال بچھایا گیا ہے"۔

"کک۔۔۔کیوں۔۔۔۔کیسے۔۔۔"؟ دوسرے نے چونک کر کہا۔

"وہ یہ تو جانتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ کہاں مقیم ہیں"۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔۔۔"؟

"اوہ۔۔۔اس طرح حواس کھو بیٹھے ہو۔ کھوپڑی استعمال کرو"۔ اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"ارے تو تم ہی بتاؤ۔۔۔میں تو واقعی۔۔۔۔"

"شش۔۔۔اس طرح تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔۔۔خود کو سنبھالو۔۔۔"

"چلو بابا۔۔۔بتاؤ بھی تو۔۔۔کہ تم کیا سمجھے ہو۔۔۔"؟

"پبلسٹی۔ وہ یہاں اپنی موجودگی کی پبلسٹی کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتے پھریں اور اس طرح انہیں ہمارا سراغ مل جائے"۔

"بات تو ٹھیک ہے"۔ وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر اب کیا کرو گے"؟۔

"باس کو اطلاع دی جائے"۔

"اوہ۔۔۔ کیا اس نے اخبار نہ دیکھا ہوگا"؟۔

"ضروری نہیں ہے۔۔۔"

دوسری ہی لمحے میں کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ ایک دم خاموش ہو گئے۔

"دستک پھر دی گئی"۔

" کون ہے"؟۔ ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"باس"۔ باہر سے آواز آئی اور وہ دونوں ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھے۔

دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام آدمی اندر داخل ہوا جس کا قد ساڑھے چار فٹ سے زیادہ نہ رہا ہوگا۔۔۔۔ لیکن پھیلاو سے کسی گینڈے ہی کا ہم قبیل بنا کر پیش کر رہا تھا۔ بس اسے دیکھ کر گینڈے ہی کا تصور ذہن میں ابھر سکتا تھا۔۔۔۔ براون رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ وہ دونوں اسے دیکھ کر فرش کی طرف جھکتے چلے گئے۔

"دروازہ بند کر دو۔۔۔ "وہ کرسی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ دونوں مودب کھڑے رہے۔

"تم نے اخبار میں کلب والی خبر دیکھی"؟۔ اس نے ان کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"لیس باس"۔ دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔

"اس مسٹر عمران کا پتہ لگاؤ۔۔۔ "اس نے کہا۔

پھر کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا۔ کبھی کبھی وہ دونوں اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتے تھے۔۔۔

"تم میں سے کون کرے گا یہ کام۔۔۔"؟ سیاہ فام آدمی نے پوچھا۔

"لل۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔باس۔۔۔۔" ایک ہکلایا۔

"جلدی سے کہو۔۔۔کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔"؟

"انہیں ہماری تلاش ہے۔۔۔یہ حرکت انہوں نے اسی لیے کی ہے کہ ہم انہیں ڈھونڈنا شروع کردیں۔۔۔۔"

"تو پھر"؟۔

"اس طرح ہم ان کی نظروں میں آجائیں گے"۔

"تو پھر"؟۔

"اوہ۔۔۔باس تو پھر وہ بڑی آسانی سے ہم تک پہنچ سکیں گے"۔

"تم میں سے جو بھی یہ کام کریں گا۔ بقیہ لوگوں سے دور ہی رہے گا"۔ اس نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "اس طرح وہ ہماری نظروں میں آجائیں گے”۔

"لیکن اس آدمی کا کیا حشر ہوگا جو عمران سے پوچھ گچھ کرے گا"؟۔

"مجھے اس کی پرواہ نہیں"۔ سیاہ فام نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ ان دونوں کے چہرے فق ہو گئے۔

"تم جلدی سے فیصلہ کرو کہ یہ کام کون انجام دے گا"؟۔

"ہم دونوں ہی کیوں باس"؟۔

"شٹ اپ۔۔۔میں بحث نہیں پسند کرتا۔۔۔تم دونوں ہی مقامی زبان اچھی طرح بول سکتے ہو اور سمجھ سکتے ہو۔۔۔۔دوسرے نہیں"۔

"لل۔۔۔لیکن۔۔۔۔"

"میں کہہ رہا ہوں۔۔۔جلدی فیصلہ کرو۔۔"

دونوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سیاہ فام کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ ہی فیصلہ کردیں"۔ ایک نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"تم۔۔" اس نے اسی طرف انگلی اٹھائی۔ "اسی وقت وکٹوریہ ہوٹل میں چلے جاؤ۔۔۔اب ہم سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔جاؤ"۔

وہ اٹھا اور باہر نکل گیا۔۔۔۔ ان دونوں ہی کے ہونٹوں پر تنفر آمیز کھچاؤ نظر آرہا تھا۔۔۔۔

"پاگل ہوگیا ہے۔۔۔۔ "دوسرا بڑبڑایا۔

لیکن جسے وکٹوریہ ہوٹل جانا تھا سر پکڑ کر کرسی پر ڈھیر ہوگیا۔

---------------------*---------*

عمران اپنی مخصوص میز پر تنہا بیٹھا بڑے انہماک سے جاز سن رہا تھا۔ نئے سال کی پہلی رات تھی۔ ڈائننگ ہال میں اس کے علاوہ شاید ہی کوئی دوسرا جوان آدمی بھی موجود رہا ہو۔ جوانوں کی بھیڑ تو ہال روم میں رنگ رلیاں منا رہی تھی۔ آج بھی عمران کی دھج رہی تھی۔ یعنی تھری پیس سوٹ میں تھا اور آنکھوں پر عینک، اوورکوٹ اور ہاپ ہیٹ تو کلوک روم ہی میں رکھ دینے پڑے تھے۔ ورنہ وہ یہاں بھی شائد ہیٹ جما کر ہی بیٹھتا، عینک میں خاصا معمر اور سنجیدہ دکھائی دینے لگا تھا۔

اس وقت جاز سن رہا تھا اور چہرے پر کچھ ایسی غم آلود سنجیدگی طاری تھی جیسے جاز نہیں تدفین کی الم انگیز موسیقی سن رہا ہو۔

اتنے میں کلب کے باورچی خانے کا سپروائزر اس کی میز کے قریب رکا اور بڑے ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ "آپ بہت اداس نظر آرہے ہیں۔۔۔۔ جناب والا"؟۔

عمران چونک کر اس۔۔۔ طرح اسے دیکھنے لگا جیسے اس نے کسی ناقابل فہم زبان میں کچھ کہا ہو۔۔۔

"پارٹنر بھی مہیا ہوسکتا ہے"۔ سپروائزر نے مسکرا کر کہا۔ "نئے سال کی پہلی رات اتنی اداس تو نہ ہونی چاہئے"۔

"تم ایک رات کی بات کررہے ہو۔۔۔ اچھے آدمی" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مجھے تو یہ پورا سال ہی اداسیوں کی چھاؤں میں بسر کرنا ہے"۔

"بہت افسوس ہوا" سپروائزر نے مغموم لہجے میں کہا۔ "کیا میں کوئی خدمت کرسکتا ہوں"؟۔

"شکرقند۔۔۔ میرے مرض کا واحد علاج ہے"۔

"میں نہیں سمجھا جناب "؟۔

"وقت ہو تو تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ "؟۔

"ضرور ضرور ۔۔۔۔ فرمائیے ۔۔۔۔ "؟ وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"شکر اور قند نہ صرف ہم ذائقہ بلکہ قریب قریب ہم معنی بھی ہیں ۔۔۔ پھر یہ کیسا نام ہے ۔۔۔ سائنس میں تو اس قسم کے مرکبات ہرگز نہیں پائے جاتے "۔

" سائنس اور زبان میں فرق ہے جناب ۔۔۔ "

"لیکن زبان سائنس سے پہلے پیدا ہوئی تھی "۔

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں "۔ سپروائزر نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے ۔۔۔ غالباً یہ شکر قند تھا ۔۔۔ شکر کند ۔۔۔ زمین ہی سے کھودی جاتی ہے نا ۔۔۔ کند ۔۔۔ کھودنا ۔۔۔ یا پھر سقر قند ہوگی ۔۔۔۔ کیونکہ بھون کر کھائی جاتی ہے "

"یہ آپ شکر قند کہاں سے نکال بیٹھے ۔۔۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر پارٹنر کی ضرورت "۔

"یہ اس سے زیادہ ضروری ہے ۔۔۔ کیونکہ غلط نام سے کھائی جا رہی ہے ۔۔۔ "

"آپ کے طبقے میں تو نہیں کھائی جاتی "۔ سپروائزر جھنجھلا کر بولا۔

"میں طبقاتی سماج کا قائل نہیں ہوں ۔۔۔ بہرحال شکر قند ۔۔ "

میں معافی چاہتا ہوں جناب "۔ سپروائزر اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے شکر قند سے کوئی دلچسپی نہیں ۔۔۔ "

"سنئے تو سہی "۔ عمران اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ دلچسپی پیدا کرنے سے ہوتی ہے "۔

" کمال کرتے ہیں آپ بھی "۔ وہ پھر جھلا گیا۔ اچھی زبردتی ہے "

"آپ کے فائدے کی بات ہے "۔

"لاحول ولاقوۃ "۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھ گیا۔ اور عمران نے مایوسانہ انداز میں ٹھنڈی سانس لی۔

جاز بدستور جاری تھا۔ اکثر اونگھتے ہوئے بوڑھوں کے سر تال دے رہے تھے۔ قریب ہی کی میز پر ایک بوڑھے نے اپنی ساتھی بڑھیا سے کہا۔ " کیا زمانہ تھا جب جاز ناچتے بھی تھے "۔

"زمانہ پھر پلٹے گا"۔ بڑھیا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "لوگ پھر جاز ناچیں گے"۔

"میری بلا سے جہاز بھی ناچیں۔۔" عمران نے بڑبڑا کر شانے سکوڑے۔

بڑی عجیب بات تھی۔ وہ کلب کا باضابطہ ممبر تھا۔ روزانہ کا بیٹھنے والا۔ لیکن کلب کی مخصوص "دلچسپیوں" میں کبھی حصہ نہیں لیتا تھا۔ اکثر لڑکیاں اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتیں لیکن اس کے کان پوجوں تک نہ رینگتی۔

آج بھی کئی لڑکیوں نے کوشش کی تھی کہ نئے سال کی تقریبات میں وہ ان کا پارٹنر بنے۔ لیکن س نے اپنے مخصوص انداز میں "بقراطیت" چھانٹ کر انہیں بے حد بور کر دیا تھا۔

لڑکیوں سے گفتگو کرتے وقت تو اس کا لہجہ خالص مربیانہ ہوتا تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بہت ہی جہاندیدہ قسم کے دادا جان اپنی ناسمجھ پوتیوں کو کسی معاملے میں بہلانے کی کوشش فرما رہے ہوں۔

آج تو وہ خود بھی بڑی اکتاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا اب اٹھ ہی جائے پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ "معاف فرمائیے گا" کی آواز نے اسے نہ صرف بیٹھ جانے بلکہ گردن گھمانے پر بھی مجبور کر دیا۔

"آپ ہی مسٹر علی عمران ہیں"؟۔ اجنبی نے کہا۔

"جج۔۔۔جی۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔"

"کیا میں کچھ دیر یہاں بیٹھ سکتا ہوں"؟۔

"میں میز خالی کر رہا ہوں"۔

"جی یہ مطلب نہیں۔۔۔۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ سے کسی مسئلے پر گفتگو کرنی ہے"۔

"اچھی بات ہے۔۔۔۔" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور بیٹھ گیا۔

اجنبی دراز قد اور مضبوط جسم والا تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ چہرے پر زخموں کے نشانات تھے۔ لباس کے معاملے میں باسلیقہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی ایسی چیز ضرور تھی اس کی شخصیت میں جس کی بنا پر عمران اس کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہ کر سکا۔۔۔

"فرمائیے"؟۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"آپ سائنس کے اسکالر ہیں"؟۔

"جی ہاں۔۔۔لوگ یہی سمجھتے ہیں" ۔ عمران نے شرما کر کہا۔

"خاص مضمون۔۔۔۔۔۔"؟

" کیمسٹری"۔

"بس تو پھر کام بن گیا" ۔ اجنبی خوش ہو کر بولا۔ "میں دراصل رنگساز ہوں۔ اب چوڑیوں کا ایک کارخانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔لہذا رنگوں کے سلسلے میں۔۔۔اوہ۔۔۔آپ بور تو نہیں ہو رہے"؟۔

"جی قطعی نہیں" ۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ہاں۔۔۔خوب یاد آیا۔۔۔۔۔۔وہ واقعہ شائد آپ ہی کو پیش آیا تھا۔۔۔"؟

"جی کون سا واقعہ۔۔۔"؟

"ارے۔۔۔۔۔۔وہی اس لڑکی نے جو ہنگامہ برپا کیا تھا یہاں"؟۔

"اوہ۔۔۔ارے۔۔۔۔واہ۔۔۔۔" عمران خواہ مخواہ ہنسنے لگا۔

" کمال ہو گیا۔۔۔۔کیا وہ نشے میں تھی"؟۔

"پتہ نہیں۔۔۔"

"پھر بھی آخر بات کیا ہوئی تھی۔۔۔"؟

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں کہ بات کیا ہوئی تھی۔۔۔"؟

"اور پھر وہ غائب بھی ہو گئی تھی"؟۔ اجنبی نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔بالکل حیرت انگیز۔۔۔۔۔ورنہ اگر عورتیں خفا ہو جائیں تو قیامت تک چھاتی پر چڑھی بیٹھی رہیں۔۔۔۔اس کے غائب ہو جانے پر ہی تو حیرت ہے مجھے"۔

"اور۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کا ساتھی"؟۔

"وہ تو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا"۔

"اس کا حلیہ بتا سکیں گے آپ"؟۔

عمران نے کان کھڑے کیے۔ لیکن پھر فوراً سنبھل کر بولا۔ صورت سے خاصا شریف آدمی معلوم ہوتا تھا۔ سفید اور گھنی مونچھیں تھیں۔

"بائیں گال پر ابھرا ہوا سا سرخ رنگ کا تل بھی ہو گا۔۔۔۔"

"او ہاں۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔ جی ہاں۔ عمران پر جوش انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کا قیام کہاں ہے"؟۔

"جی نہیں۔۔۔"

"اس واقعہ سے پہلے بھی کبھی انہیں یہاں دیکھا تھا"؟۔

"ممکن ہے دیکھا ہو۔۔۔۔۔۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا"۔

اجنبی خاموش ہو کر کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ عمران میز پر کہنیاں ٹیک کر کسی قدر آگے جھک آیا تھا اور بغور اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔ پھر یک بیک اسے سنبھل جانا پڑا۔ کیونکہ اجنبی کی ناک کا درمیانی ابھار قطعی طور پر مصنوعی تھا۔ پلاسٹک میک اپ کا خاصا اچھا نمونہ۔۔۔۔ اور مونچھیں بھی مصنوعی تھیں۔۔۔۔۔۔ وہ سیدھا بیٹھ گیا۔۔۔۔ اور ٹٹولنے والی نظروں سے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اجنبی نے اس سے کہا۔ "یہ آدمی تصدق صدیق نیروبی کا ایک مفرور مجرم ہے۔ مجھے لاکھوں پونڈ کی چوٹ دے کر بھاگا ہے"۔

"اوہو۔۔۔۔" عمران حیرت سے اچھل پڑا۔

"کیا آپ میری مدد کر سکیں گے اس سلسلے میں"۔

"م۔۔۔۔۔ میں بھلا کیا مدد کر سکوں گا۔۔۔۔" عمران نے معصومانہ انداز میں پوچھا۔

"دوبارہ ان لوگوں سے ملاقات ہونے پر کم از کم یہ تو معلوم کر سکیں گے کہ ان کا کہاں قیام ہے۔ اور پھر مجھے مطلع کر دیں گے"۔

"بالکل۔۔۔۔ بالکل۔۔۔۔ یہ تو بڑی آسانی سے ہو سکے گا"۔

"بس تو پھر رکھئے۔۔۔۔ میرا کارڈ"۔ اس نے اپنا ملاقاتی کارڈ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جس پر "این کے غزالی" چھپا ہوا تھا اور قلم سے تحریر تھا۔ "روم نمبر گیارہ۔۔۔۔ وکٹوریہ ہوٹل"۔

"ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔" عمران کارڈ لے کر جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ اگر اب ملاقات ہو گئی تو آپ ضرور مطلع کر دوں گا"۔

نہیں بلکہ ان کا پتہ معلوم کر کے مطلع کر دیجئے گا۔۔۔ اگر ان سے رقم وصول ہو گئی تو اس میں آپ کا بھی حصہ ہو گا"۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔ عمران مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی"۔

"اچھا تو اب اجازت دیجئے"۔ وہ اٹھ گیا۔

"تو پھر اپنا بھی حصہ ہو گا۔۔۔۔ نا" عمران نے بے تکے پن کے ساتھ ہنس کر پوچھا۔

"یقیناً۔۔۔۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ پکا وعدہ"۔

اجنبی اس سے مصافحہ کر کے صدر دروازے کی طرف مڑ گیا۔۔۔ عمران تشویش کن نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔ اس نے خود کار دروازہ کھول کر غالباً داہنا پیر باہر نکالا ہی تھا کہ اچھل کر دوبارہ ہال میں آ رہا۔۔۔ لیکن شائد اس فعل میں ارادے کو دخل نہیں تھا کیونکہ وہ فرش پر چت گرا تھا۔۔۔ اورس کی پیشانی سے خون ابل رہا تھا۔۔۔۔ آس پاس کے لوگ اٹھ کر اس کی طرف جھپٹے اور عمران تیر کی طرح باہر نکلا چلا آیا۔ برآمدے میں سناٹا تھا پورچ بھی ویران نظر آئی۔ دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔۔۔۔

وہ پھر ہال میں واپس آ گیا۔۔۔۔ اجنبی جسم ساکت ہو چکا تھا۔ اور سر کے گرد فرش پر خون پھیلا ہوا تھا۔

"یہ انہیں حضرت کی میز پر تھا۔۔۔۔۔" مجمع سے کسی نے کہا۔

کچھ دیر بعد پولیس بھی پہنچ گئی۔ حلقہ کا پولیس اسٹیشن قریب ہی تھا۔۔۔۔ پوچھ گچھ شروع ہوئی لیکن کوئی بھی وثوق سے نہ کہہ سکا کہ اس نے فائر کی آواز سنی تھی۔

دوسروں کی زبان سے یہ معلوم ہوتے ہی کہ مرنے والا کچھ دیر قبل عمران کے ساتھ نظر آیا تھا پولیس پارٹی کے انچارج نے اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"کیسے باور کر لیا جائے کہ وہ آپ کے لیے اجنبی تھا"۔ انچارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہ باور کیا جائے" عمران نے لاپروائی سے شانے سکوڑے۔ ویسے باور کر لینے میں آپ اس الجھن سے نجات پا جاتے کہ کیسے باور کر لیا جائے۔۔۔؟

-----------------------*------------*

پھر بات محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض تک جا پہنچی۔ جس وقت وہ متعلقہ تھانے میں پہنچا عمران سیکنڈ آفیسر کو کنفیوشس کی تعلیمات کا لب لباب سمجھا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ جس طرح چاول کا ایک دانہ خاک میں گر کر اکتیس دانے پیدا کرتا ہے اسی طرح ایک نیکی ہزار نیکیوں کو جنم دیتی ہے۔ اور نیکی کے لیے دل پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ اسی دانے کی طرح خاک میں ملنا پڑتا ہے"۔

"لیکن نیک صاحب"۔ کیپٹن فیاض نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آخر آپ کی میز پر ہنگامے کیوں اگتے ہیں"؟۔

"اوہو۔۔۔ "عمران چونک کر بولا۔ عینک اچھی طرح ناک پر جمائی اور فیاض کو خالی الذہنی کے سے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہی تو میں انسپکٹر صاحب کو بتا رہا تھا۔۔۔ تشریف رکھئے جناب۔ اوہو۔۔۔ آپ ہیں جناب۔۔۔۔ معاف فرمائیے گا۔ میں اس وقت۔۔۔ خیر۔۔۔۔ جی ہاں"۔

اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے اور جیب سے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔

" کیا تم اپنا بیان درج کرا چکے ہو"؟۔

"بالکل بالکل۔۔۔"

فیاض نے روزنامچہ منگوا کر اس کا بیان دیکھا۔ پھر عمران پر ایک اچٹتی نظر ڈال کر بولا۔ " چلو"۔

"اچھا جناب "عمران سیکنڈ آفیسر کی طرف مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ " کنفیوشس کے سلسلے میں آپ کو بہت سا لٹریچر بھجواوگا۔۔۔ خدا حافظ"۔

وہ دونوں تھانے سے باہر آئے۔۔۔

" کیا تمہارا بیان حرف بحرف صحیح تھا"؟۔ فیاض نے پوچھا۔

"جتنا بیان دیا ہے اس کی صداقت میں شبہ نہیں کیا جا سکتا" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے کچھ چھپایا بھی ہے"؟۔

"زیادہ نہیں۔ صرف اتنا نہیں کہ وہ انہیں دونوں پاگلوں کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ جنہوں نے ستائیسویں کی شب کو میری مٹی پلید کر دی تھی"۔

"نہیں"۔ فیاض کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ور دوسری بات۔۔۔۔ پوسٹ مارٹم کے وقت یہ حقیقت بھی ظاہر ہو جائے گی کہ اس کی ناک کا درمیانی ابھار مصنوعی تھا اور مونچھیں نقلی۔۔۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔۔"؟

"بس کل پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے ساتھ یہ نوٹ بھی دیکھ لینا"۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ اس کی جیب میں مرنے والے کا پتہ بھی موجود ہے۔۔۔۔ اور نہ یہی بتایا کہ وہ تصدق اور میری یا تصدق کے بارے میں پوچھ گچھ کیوں کر رہا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر اس نے تجسس آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیوں۔۔۔۔ کیا بات ہے"؟۔ فیاض نے پوچھا۔

"ٹیکسی۔۔"

"کہاں جاؤ گے۔۔۔۔ میں نے موٹر سائیکل کا سینو کے سامنے کھڑی کی تھی"؟۔

"وکٹوریہ ہوٹل" عمران نے اس انداز میں کہا جیسے کسی ٹیکسی ڈرائیور کو حکم دیا ہو۔

"خیریت۔۔۔۔ یہ آج کل ہوٹل کیوں سوار ہیں تم پر۔۔۔۔ اور یہ حلیہ کیسے بنا رکھا ہے۔۔"؟

"تہیہ کر لیا ہے کہ اب شریفوں کی سی زندگی بسر کروں گا"۔

"لیکن اب اس قسم کی ٹوپیاں لندن کے شرفا میں بھی رائج نہیں ہیں"۔

"میں سو سال پہلے کی شرفا کی بات کر رہا تھا"۔

موٹر سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر عمران نے فیاض کی کمر مضبوطی سے پکڑ لی اور چھتری کو بغل میں دبائے رہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو"؟۔ فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔ "کمر چھوڑو"۔

"گر جاؤں گا بڑے بھائی۔۔۔۔ ویسے بھی دو پہیوں کی سواری کا کیا اعتبار"۔

فیاض خاموش ہی رہا۔۔۔۔

موٹر سائیکل تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد فیاض بولا۔ "کیا تم نے اس سے پوچھ گچھ کی وجہ نہ پوچھی ہوگی"۔

"اب میں بھی کیوں خوامخواہ پوچھ گچھ شروع کر دیتا۔ وہ تو مجھے بور کر ہی رہا تھا"۔

وکٹوریہ ہوٹل پہنچ کر عمران نے رہائشی کمروں کا رخ کیا۔

"میں آج کل بہت مصروف ہوں"۔ فیاض بڑبڑایا۔

"آؤ تو" عمران اس کا بازو کھینچتا ہوا بولا۔ "تمہیں ایک مصری رقاصہ سے ملاؤں گا جو آکسفورڈ میں آلو چھولے بیچتی ہوئی پکڑی گئی تھی۔۔۔"

وہ گیارہ نمبر کے کمرے کے سامنے رکا۔ دروازہ مقفل تھا اور کنجی کیل سے لٹکی ہوئی تھی۔

عمران نے کنجی کیل سے اتار کر قفل کھولا اور ہینڈل گھما کر دروازے کو دھکا دیتا ہوا بولا۔ چلے آؤ"۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ہلکی سی آواز نکلی اور وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ فیاض کا منہ بھی حیرت سے کھل گیا۔

سامنے فرش پر ایک آدمی اوندھا پڑا نظر آیا جس کی پشت میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔"؟ فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کنفیوشس۔۔۔"

"بکو مت۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔"؟

"یہ اسی خبطی مقتول کا کمرہ ہے جس نے کچھ دیر پہلے مجھے ٹپ ٹاپ میں بور کیا تھا۔۔۔"

"تم نے رپورٹ میں کیوں نہیں درج کرایا کہ اس کی جائے قیام سے واقف تھے"۔

"عدالت مت بنو پیارے۔۔۔۔۔ یہ دیکھو یہ رہا اس کا کارڈ جو اس نے مجھے دیا تھا"۔

"مگر کیوں دیا تھا"؟۔

خدا کی پناہ۔۔۔ ارے پہلے اس لاش کی خبر تو لو"۔

"نہیں۔۔۔ تم پہلے میری بات کا جواب دو"۔

مصیبتیں میری تلاش میں رہتی ہیں" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ارے یار اس نامعقول نے مجھ سے کہا تھا کہ تصدق اسے لاکھوں پونڈ کی چوٹ دے کر کینیا سے یہاں بھاگ آیا ہے۔۔۔۔

اگر مجھے کہیں دوبارہ دکھائی دے تو اسے ضرور مطلع کروں۔ پتہ کے لیے اپنا کارڈ تھما دیا تھا۔ خدا اسے ایک بار اور غارت کرے"۔

"تم نے سب کچھ پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا"؟ ۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"اب معلوم ہوا کہ تم بالکل گدھے ہو۔۔۔ ترقی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے"۔

"کیا مطلب۔"؟

"ارے گھامڑ اگر میں یہ سب کچھ اپنی رپورٹ میں درج کرا دیتا تو تمہارے لیے کیا باقی بچتا۔ اب تم بڑی شان سے شیخی بگھار سکو گے کہ تم نے تین گھنٹے کے اندر ہی اندر نہ صرف مقتول کی جائے قیام کا پتہ لگایا بلکہ وہاں بھی ایک عدد لاش دستیاب کر لی۔ آؤ۔۔۔۔۔۔ دیکھیں۔۔۔ یہ خبطی کیا کہتا ہے۔۔۔۔۔"؟

وہ کمرے کے وسط میں آئے۔ مرنے والا کسی افریقی ہی نسل کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف ابتری نظر آئی۔ صندوق کھلا پڑا تھا جس کی چیزیں آس پاس بکھری ہوئی تھیں۔ بستر الٹ ڈالا گیا تھا۔۔۔ کپڑوں کی الماری بھی کھلی ہوئی تھی۔

" کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا"۔ فیاض نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنا میں بھی جانتا ہوں۔۔۔ سراغ رسانوں کے سپرنٹنڈنٹ صاحب" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف جھپٹا، دوسرے ہی لمحے میں وہ جیب سے رومال نکال کر دروازے کا ہینڈل صاف کر رہا تھا۔۔۔ فیاض خاموشی سے اس کی یہ حرکت دیکھ رہا تھا۔

وکٹوریہ ہوٹل شہر کے ایک بھرے پرے حصے میں واقع تھا۔ مرنے والا خاموشی سے نہ مرا ہوگا۔ کمرے میں جدوجہد کے آثار بھی پائے جاتے تھے۔ ایک اسٹول گرا پڑا تھا۔ ایک کرسی الٹ گئی تھی۔ میز کی پوزیشن بھی بتا رہی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے کھسکی ہوئی ہے۔۔۔ فیاض تھوڑی دیر تک خاموشی سے کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر عمران سے بولا۔

،،چلو کمرہ مقفل کر کے کنجی میرے حوالے کرو۔ کیل سے مت لٹکانا"۔

عمران نے چپ چاپ اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

منیجر کے کمرے میں پہنچ کر فیاض نے سب سے پہلے فون سنبھالا اور فنگر پرنٹ سیکشن کے فوٹوگرافروں کو جلد از جلد

وہاں پہنچنے کی ہدایت دی۔ پھر منیجر سے مخاطب ہوا جو شاید اسے پہچانتا تھا اور بہت زیادہ مضطرب معلوم ہو رہا تھا۔ کمرہ نمبر گیارہ میں قتل کی اطلاع اس کے لیے بم کا دھماکہ ثابت ہوئی۔ کچھ دیر ایسا ہی محسوس ہوتا رہا جیسے اس کے اعصاب مفلوج ہو کر رہ گئے ہوں۔۔۔

وہ ان کے ساتھ واردات والے کمرے تک آیا تھا اور لاش کو دیکھ کر بیساختہ بولا تھا۔ "لیکن یہ وہ آدمی نہیں ہے جو یہاں مقیم تھا"۔

"پھر یہ کون ہے"؟۔ فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"م۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا جناب"۔

فوٹو گرافروں نے مختلف زاویوں سے لاش کی تصویریں لیں اور پھر انگلیوں کے نشانات کی تلاش شروع ہوئی۔ مختلف مقامات سے ان کے بھی فوٹو لئے گئے۔ اس کے بعد فیاض ایسی چیزیں تلاش کرنے لگا جن سے مقتول یا کمرے کے کرایہ دار کی شخصیتوں پر روشنی پڑ سکتی۔۔۔ لیکن نہ تو کسی قسم کے کاغذات ملے اور نہ کوئی دوسری چیز۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ منیجر کو مردہ خانے کی طرف لے جا رہا تھا۔ عمران بھی ساتھ تھا۔ اور اس طرح خاموش تھا جیسے دو چار آدمیوں کی موجودگی میں بولتے ہوئے شرماتا ہو۔۔۔

مردہ خانے میں پہنچ کر منیجر نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب والے مقتول کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔

"جی نہیں"۔ اس نے سر ہلا کر کہا۔ "یہ وہ آدمی نہیں ہے جو کمرہ نمبر گیارہ میں ٹھہرا ہوا ہے"۔

"غور سے دیکھو۔۔" عمران نے کہا۔

"جناب میں اچھی طرح دیکھ چکا ہوں۔۔"

"اچھا اگر اس کے چہرے پر مونچھیں ہوں تب۔۔۔"؟

"تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔

عمران نے فیاض کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ "واقعی بہت مشکل ہے ایسے میں پہچاننا۔۔۔ کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ انہیں پہچاننے پر مجبور کر دوں"؟۔

"ہوں۔۔" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔

عمران نے آگے بڑھ کر مقتول کے اوپری ہونٹ پر چپکے گھنے بال الگ کر دیئے اور ناک کے درمیانی مصنوعی ابھار کا بھی خاتمہ کر دیا۔ منیجر جو حیرت سے یہ کارروائی دیکھ رہا تھا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "مسٹر غزالی۔۔۔ ہاں یہ وہی ہے۔۔۔۔ میرے خدا۔۔"

اس نے اپنی بائیں ہتھیلی سے آنکھیں ڈھانپ لیں۔۔۔

مردہ خانے سے نکل کر وہ پھر وکٹوریہ ہوٹل میں آئے تھے۔ اور فیاض نے غزالی کے متعلق ویٹروں سے پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔۔۔۔

رجسٹر میں اندراج کے مطابق وہ اٹھائیس دسمبر کی شام کو وہاں آیا تھا اور اپنا گھریلو پتہ 13 شہنشاہ روڈ۔ شاہ آباد"۔ درج کرایا تھا۔

لیکن بعد کی تفتیش کے مطابق شاہ آباد کی شہنشاہ روڈ کی تیرھویں عمارت رہائشی نہ ثابت ہو سکی۔ وہاں کوئی گرلز اسکول تھا اور کسی نے غزالی نام کے کسی آدمی سے اپنی شناسائی ظاہر نہ کی۔ وہاں اس کی تصویر کی بھی شناخت نہ ہو سکی۔

ان دنوں فیاض بیحد پریشان تھا۔۔۔ عمران کی یادداشت کے سہارے اس نے تصدق اور میریا تصدق کے حلیے بھی جاری کرا دیئے تھے۔۔

وزارت خارجہ کے ویزا سیکشن میں بھی ان دونوں کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ اس لیے فیاض کو یقین تھا کہ انہوں نے اپنی قومیت کے بارے میں بھی عمران کو دھوکا دیا ہوگا۔۔۔

محکمہ خارجہ میں چھان بین کرنے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ غزالی کے کاغذات بھی سامنے آئے۔ ویزا فارم پر تصویر اسی کی تھی لیکن نام گورچرن سنگھ لکھا ہوا تھا۔ نیروبی کی ایک فرم میں نمائندے کی حیثیت سے یہاں آیا تھا۔۔۔

برطانوی ہائی کمشن کے توسط اس کے متعلق مزید چھان بین کرنی چاہی۔ لیکن مایوسی ہی ہوئی کیونکہ وہاں بھی اس سے متعلق ضابطے کی کارروائیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔۔۔

تفتیش کے گھوڑے دوڑتے رہے اور فیاض عمران ہی کو بور کرتا رہا۔ غزالی کے بارے میں تو خیر اتنا کچھ معلوم ہو چکا تھا۔ لیکن غزالی کے کمرے میں پائی جانے والی لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔ اس کا کوئی سراغ نہ تو برطانوی ہائی کمیشن میں مل سکا اور نہ محکمہ خارجہ کے ویزا سیکشن میں۔ ویسے وہ قطعی طور پر غیر ملکی تھا۔ افریقہ ہی کی کسی نسل کا کوئی فرد۔۔۔

فیاض نے عمران سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی اطلاع ملنے پر عمران کو ضرور آگاہ کریں گا۔ لہذا آج جب کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اسے بتایا کہ تصدق صدیق کے سے حلیے کا ایک آدمی القاہرہ میں دیکھا گیا ہے تو اس نے کسی کارروائی سے قبل عمران کو مطلع کیا۔ اور اس وقت وہ دونوں کیفے نبراسکا میں بیٹھے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

"میرا خیال ہے القاہراہ کا محاصرہ کرلینا چاہیے"۔ فیاض نے کہا۔

"آخر کس خوشی میں"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اطلاع کے مطابق وہ صرف دیکھا گیا تھا۔ بتانے والے نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ وہاں مقیم ہے"۔

"پھر بھی کیا مضائقہ ہے۔۔۔۔"

"ہنسی اڑوانے سے کیا فائدہ ہوپر فیاض"؟۔

"چلو۔۔۔ دیکھ ہی لیں۔۔"

"ہاں، یہ معقول بات ہے۔۔۔ سنا ہے آج کل وہاں ایک ایسی مصری رقاصہ بھی مقیم ہے جو انڈوں پر رقص کرتی ہے اور مرغیوں کی طرح کڑکڑاتی ہے۔۔۔"

"چلو اٹھو۔۔۔ فضول بکواس نہ کرو۔ اور آج تم پھر اسی نامعقول لباس میں نظر آرہے ہو کم از کم یہ ہیٹ تو نہ پہنو۔۔۔ جوکر معلوم ہوتے ہو۔۔۔"

"پاسنگ شو کی ڈبیہ پر وہ تصویر کیسی بھلی لگتی ہے۔۔۔ اور وہ صرف اس ساخت کی ہیٹ کا کرشمہ ہے"۔

"اٹھو۔۔۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔

-------------------*-----------*

القاہرہ کے کمرے میں پستہ قد نیگرو بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ لیکن بے چینی اضطراب کا نتیجہ ہرگز نہیں تھی۔ وہ شدید ترین غصے کے عالم میں تھا اور شائد کسی کا منتظر بھی۔۔۔

کچھ دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اور وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "آ جاو"۔

لیکن دروازہ تو اندر سے بولٹ تھا۔ دستک پھر ہوئی اور وہ اپنے ہونٹ بھینچ کر دروازے کو گھورتا ہوا آگے بڑھا۔ آہستہ سے بولٹ گرایا۔۔۔ اتنی احتیاط برتی تھی کہ بولٹ کھسکنے کی آواز بھی پیدا نہ ہو سکی۔ اور جب ایک پاٹ کھلا تو وہ سامنے ہونے کی بجائے اس کی اوٹ میں تھا۔

لیکن دستک دینے والا اندر نہ آیا۔

نیگرو نے پتلون کی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ بدستور کھلے ہوئے پاٹ کی اوٹ میں رہا۔

دفعتاً باہر سے آواز آئی۔ "ری روما کے نام پر۔۔"

ریوالور کے دستے پر نیگرو کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے کھنکار کر ڈھیلی ڈھالی آواز میں کہا۔ "ری روما کے نام پر آگ اگلنے والے اژدھے بھی اپنا منہ بند کر سکتے ہیں آ جاو یہاں سلامتی ہے"۔

دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ نیگرو اپنا ریوالور پھر پتلون کی جیب میں ڈال چکا تھا۔

آنے والا دراز قد اور قوی ہیکل آدمی تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہو گی۔ نیگرو نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

نووارد نے نفی میں گردن ہلائی۔ گویا بیٹھنے کی پیش کش رد کر دی گئی تھی۔

"ہم پھر تمہیں سمجھانا چاہتے ہیں" اس نے نیگرو سے کہا۔

"تمہیں ری روما کے نام پر دوبارہ زندگی ملی ہے"۔ نیگرو اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا اور نووارد نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور بولا۔ تصدق کوری روما کی حمایت حاصل ہے"۔

"میں اسے تسلیم نہیں کرتا"۔

"تو پھر تمہیں صفحۂ ہستی سے ہٹ جانا پڑے گا۔۔۔ تمہارے ساتھی گورچرن کی موت ایک طرح کی وارننگ تھی۔۔۔"

اور اس کا بدلہ چکانے میں بھی میرے آدمیوں نے دیر نہیں لگائی تھی۔

تمہارے اس ساتھی کا کیا انجام ہوا جو گورچرن کے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا"۔ نیگرو نے کہا۔

"ایسی بازیوں میں مہرے پٹتے ہی رہتے ہیں"۔ نووارد نے لاپروائی سے کہا۔ "اب تم اپنے اس آدمی کی لاش بھی کامن باتھ روم سے اٹھوا سکتے ہو جس نے کچھ دیر پہلے یہاں تصدق کی موجودگی کی اطلاع فون پر پولیس کو دی تھی"۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔" نیگرو نے حیرت سے کہا۔

"اس کاری روما سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا جو آپس کے جھگڑوں کو قانون کی مدد سے سلجھانے کی کوشش کرے"۔

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔ نیگرو نے کہا۔

نووارد نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اس قسم کی حرکت کا مطلب یہی ہے کہ تم لوگ ہم سے بری طرح خائف ہو اور ہم سے پیچھا چھڑانے کے لیے مقامی پولیس سے مدد لینا چاہتے ہو"۔

"ری روما کی قسم ہرگز نہیں۔ میں پارٹی کا لیڈر ہوں۔ اگر پارٹی کا کوئی فرد ذاتی طور پر ایسی کوئی حرکت کر بیٹھے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں عائد ہوتی"۔

"تم نہیں تو تمہاری پارٹی کے لوگ خائف ہیں۔۔۔۔ اس لیے اب بھی مان جاؤ۔۔۔ تصدق کے سامنے سر جھکا دو۔۔"

"یہ ناممکن ہے۔۔۔ اسے میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا"۔

"فی الحال یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرو۔۔۔ تمہارا نیگرو ساتھی گمروبا ہمارے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔۔۔۔
حالانکہ تم سب الگ الگ کمروں میں ٹھہرے ہو۔ اور بظاہر ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہو۔۔۔ لیکن جب پولیس کو گمروبا کی لاش ملے گی تو کوئی دوسرا نیگرو اسے اپنی طرف ضرور متوجہ کرے گا۔۔۔ کیا سمجھے"؟۔ نووارد نے قہقہہ لگایا۔

"اوہ"۔ نیگرو اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

"بس یہی کہنا تھا"۔ نووارد اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نیگرو اسے جاتے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بھی جلدی جلدی کچھ چیزیں ادھر ادھر سے اٹھائیں اور میز پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

القاہرہ میں سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی گاہک نے کامن باتھ روم میں ایک لاش دیکھی ہے۔ منیجر بوکھلا کر فون پر کسی ایسے فون کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا جو شاید انگیج تھا اور اسے لائن کلیئر نہیں مل رہی تھی۔

جیسے ہی کیپٹن فیاض اور عمران کمرے میں داخل ہوئے تو وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ غالباً فیاض کو پہچانتا تھا۔

" اوہ کپتان صاحب "۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا رنگ کر کر کے تھک گیا۔۔۔ لیکن جواب نہیں ملتا"۔

" کہاں سے جواب نہیں ملتا"؟۔

" پولیس اسٹیشن۔۔"

" کیوں۔۔۔ "فیاض نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

" لاش"۔ وہ تھوک نگل کر بولا۔ " کامن باتھ روم میں"۔

" اوہ۔۔۔ کہاں۔۔۔ مجھے دکھاؤ"؟۔

مرنے والا فرش پر اوندھا پڑا تھا۔

" نن۔۔۔ نیگرو۔۔۔ "عمران بڑبڑایا اور تشویش کن انداز میں منہ چلانے لگا۔

جسم پر کہیں کوئی زخم نظر نہ آیا۔

" کیا یہ یہاں مقیم تھا۔۔۔"؟ فیاض نے منیجر سے پوچھا۔

" جی ہاں۔۔۔ "منیجر نے نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر کہا۔ " اسٹیفن مگروبا۔۔۔ نام تھا"۔

" تنہا تھا"؟۔

" جی ہاں۔۔۔ دوسرا نیگرو روم نمبر سترہ میں مقیم ہے"۔

" اس کا ساتھی۔۔۔"؟ فیاض نے پوچھا۔

" پتہ نہیں۔۔۔ ویسے وہ بھی نیگرو ہی ہے۔ اور دونوں ہی مصر سے تعلق رکھتے ہیں۔ رجسٹر میں انہوں نے مصری کے دو شہروں کے نام لکھائے تھے شاید"۔

لاش کے پاس سے ہٹ کر وہ پھر منیجر کے کمرے میں آئے۔ یہاں سے فیاض نے اپنے محکمے کے مختلف شعبہ جات کے ماہرین کو فون کر کے القاہرہ میں پہنچنے کو کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر منیجر سے بولا۔ "ذرا دوسرے نیگرو کو تو بلوایئے ۔۔۔ کیا نام ہے اس کا"؟۔

"راکی ماما۔۔"

"کتنے دنوں سے یہ یہاں مقیم ہیں۔۔"؟

"شائد دو ہفتوں سے۔۔"

منیجر نے ایک ویٹر کو طلب کر کے دوسرے نیگرو کو آفس میں بلانے کو کہا۔

فیاض عمران کی طرف جو دروازے کے قریب کھڑا منیجر کو میٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم وہاں کیوں کھڑے ہو"؟۔ فیاض نے اسے مخاطب کیا۔

لیکن اسے کوئی جواب دینے کے بجائے منیجر کو اپنی طرف متوجہ کر کے تصدق کا حلیہ دہرانے لگا۔ اور اس سے اس کے متعلق کئی سوالات کر ڈالے۔

"نہیں جناب اس حلئے کا کوئی آدمی یہاں مقیم نہیں ہے"۔

"ویسے بھی روزانہ گاہکوں میں تو نظر نہیں آیا"۔

"پتہ نہیں جناب اتنا دھیان کون دیتا ہے"۔

"لیکن آپ کو مستقل قیام کرنے والوں کے نام زبانی یاد رہتے ہیں۔۔۔

"نیگرو۔ یقیناً یہاں کے لیے عجوبے کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر مجھے ان کے نام یاد رہ گئے تو تعجب کی بات نہیں

۔۔۔

عمران خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے آ کر اطلاع دی کہ دوسرے نیگرو کا کمرہ خالی ہے اور کمرے کا عقبی دروازہ بھی مقفل نہیں ہے۔ کنجی کیل سے لٹکی ہوئی ہے۔

"آؤ"۔ عمران نے فیاض کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ نیگرو کے کمرے میں آ تو گئے تھے۔ لیکن کوئی خاص چیز ان کے ہاتھ نہ لگی۔

پہننے کے کپڑوں، دو تین جوڑے جوتوں اور پرانے اخبارات کے علاوہ اور کچھ نہ ملا۔

"کیا خیال ہے؟ ۔فیاض عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ "بھاگ گیا۔۔۔کیوں"؟۔

"میرا خیال کیا پوچھتے ہو۔۔۔۔بیحد وسیع الخیال آدمی ہوں"۔

یک بیک فیاض چونک کر بولا۔ "تو کیا ہو کال اسی لیے تھی کہ ہم یہاں آئیں اور ایک عدد لاش ہماری منتظر ہو۔۔۔۔

"بہت تیز دوڑنا شروع کر دیتے ہو" ۔عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ضروری نہیں کہ وہ قتل ہی ہو۔۔۔۔ ہارٹ فیلیور کا بھی کیس ہو سکتا ہے"۔

"لیکن نیگرو۔۔۔"؟

"بس" ۔عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "جاسوسی ناولیں پڑھ پڑھ کر چوپٹ ہو گئے تم۔ افریقہ یا افریقہ کے کسی نسل سے تعلق رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ہر حال میں پراسرار ہی ہوگا"۔

"پھر ہم یہاں کیوں جھک مار رہے ہیں"؟ ۔فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"تمہارے مقدر ہی میں یہی ہے۔۔۔میں کیا کر سکتا ہوں۔۔"؟

"اچھا بکواس بند کرو۔۔۔"

"لیکن تمہارے فوٹو گرافرز یہاں بھی انگلیوں کے نشانات تلاش کریں گے"؟۔

"کیوں"؟۔

"نشان ہائے انگشت کا البم ترتیب دوں گا"۔

فیاض برا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

محکمے کے فوٹو گرافروں نے وہاں پہنچ کر کام شروع کر دیا تھا۔ فیاض منیجر کے کمرے میں آ بیٹھا اور عمران ویٹروں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ خصوصیت سے ایک بوڑھے اور ڈاڑھی والے ویٹر کو تاک لیا۔ اس سے کہنے لگا۔ "ارے تم یہاں تضییع اوقات کر رہے ہو۔ تم تو شائد جنرل مارکھیم کے بٹلر تھے"؟۔

"جی نہیں۔۔۔کرنل ہالڈرچ کا۔۔۔۔"

"وہی مطلب۔۔۔وہی مطلب۔۔۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں یہ سوچ رہا تھا بھلا یہاں کی ملازمت میں تمہیں کیا مزہ آتا ہوگا۔ جب کہ اتنے بڑے بڑے انگریزوں۔۔۔۔"

"مقدر کی بات ہے جناب"۔ وہ بات کاٹ کر بولا۔ دن کاٹ رہا ہوں۔ کبھی نوابی بھی کی ہے کیا بات تھی انگریز آقاؤں کی"۔۔۔۔۔

"بالکل بالکل" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن انگریزوں پر ہی کیا موقوف ہے، سارے ہی غیر ملکی بڑے دریا دل ہوتے ہیں"۔

"نہیں سرکار ایسا نہ کہئے۔۔۔یہ نیگرو جس کی تلاش جاری ہے۔۔۔غیر ملکی ہی تھا۔ پرے درجے کا کنجوس۔ اس کا کمرہ میرے ہی سروس میں تھا۔ آج تک پھوٹی کوڑی بھی نہ نکلی جیب سے۔۔۔۔"

"اے وہ تو بڑا فراخ مشہور ہے"۔

"بھیا کی باتیں۔۔۔کوئی مہمان آجاتا تھا تو ایک اسپیشل چائے منگوا کر اس میں دو پیالیاں بناتا تھا"۔

"مہمان بھی آتے تھے"؟۔

"اکثر آتے تھے"۔

"سب حبشی ہی ہوتے تھے"؟۔

"نہیں دیسی بھی ہوتے تھے"۔

"اچھا۔۔۔۔یہ جو مر گیا ہے۔۔۔اس سے کیسے تعلقات تھے اس کے"؟۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔میں نے انہیں کبھی یکجا نہیں دیکھا"۔

پھر عمران نے باتوں ہی باتوں میں تصدق کا حلیہ بھی دہرایا اور ویٹر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "جی ہاں میرا خیال ہے کچھ دیر پہلے یہاں ایک ایسا آدمی دکھائی دیا تھا"۔

"کیا وہ بھی کبھی اس نیگرو کے مہمان کی حیثیت سے یہاں آیا تھا"؟۔

"پتہ نہیں جناب، میں نے کبھی اس کے کمرے میں نہیں دیکھا۔۔۔۔"

"اچھا اگر اب کبھی وہ یہاں دکھائی دے تو اس کی جائے قیام معلوم کرنے کی کوشش کرنا۔ کرو گے"؟۔ عمران جیب

سے پرس نکالتا ہوا بولا اور دس کا ایک نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔۔

"جی ضرور معلوم کروں گا۔۔۔ شکریہ۔۔۔" ویٹر نے نوٹ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ " مگر آپ کو کیسے اطلاع دی جائے گی "؟۔

عمران نے اسے فیاض کے فون نمبر نوٹ کرائے اور بولا۔ "ان صاحب کو فون کر کے کہہ دینا کہ سفید مونچھوں والے کے متعلق ایک اطلاع ہے۔۔۔۔ میں یہاں پہنچ جاؤں گا"

واپسی پر عمران نے فیاض سے کہا۔۔۔ یہ تصدق اس کہانی میں کوئی اہم رول انجام دے رہا ہے"۔

"اور اس مردود کو بھی تمہی سے ٹکرانا تھا"۔ فیاض ناخوشگوار لہجے میں بولا۔ "دو تین دن کے اندر اندر تین قتل ہو گئے"۔

"ڈیئر ڈیئر" عمران اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "ضروری نہیں ہے کہ یہ تیسرا بھی قتل ہی ہو۔ تمہیں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار کرنا چاہیے"۔

فیاض کچھ نہ بولا۔۔۔ عمران اس کے ساتھ آفس تک چلا آیا تھا۔ لیکن آفس میں قدم رکھتے ہی ایسا محسوس ہوا جیسے کھوپڑی ہوا میں اڑ جائے گی۔۔۔۔ کیونکہ سامنے اسٹول پر بیٹھی ہوئی لڑکی وہی تو تھی جس نے ستائیسویں دسمبر کی شب کو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں الو ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کمیاب کوئی دوسرا پرندہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی شاید وہ بھی کچھ بوکھلا گئی تھی۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ ویسے فیاض تو ایک عدیم المثال قسم کی اجنبی لڑکی اپنے آفس میں دیکھ کر حیرت اور مسرت کے سمندروں میں غوطے کھانے لگا تھا۔۔۔

لڑکی جو انہیں دیکھ کر پہلے ہی اٹھ گئی تھی سنبھالا لے کر عمران نے طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"یہ بڑی اچھی بات ہے جناب کہ آپ بھی موجود ہیں"۔

" کک۔۔۔۔ کون "؟۔ عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ۔۔"؟ لڑکی نے لفظ " آپ " پر کافی زور دیا تھا۔

"مم۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا"؟۔ اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر یک بیک اچھل پڑا اور دروازے کی طرف بھاگا۔۔۔ لیکن فیاض نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"بب۔۔۔ بس۔۔۔۔ خدا کے لیے جانے دو" عمران ہانپتا ہوا بولا۔ "ورنہ۔۔۔ ورنہ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ آج تم ہی مجھے پکڑ کر بند کر دو۔۔۔"

"کیا بیہودگی ہے"؟ فیاض جھلا کر بولا۔

"بب بالکل بیہودگی نہیں ہے۔۔۔۔ لیکن تھوڑی دیر بعد شروع ہو سکتی ہے۔ سر اگر پہلے سے زیادہ بڑا معلوم ہونے لگا"۔

لڑکی ہنس پڑی اور فیاض جھینپے ہوئے انداز میں بولا۔ "آپ کون ہیں۔۔۔۔ اور کیا چاہتی ہیں"؟۔

"میں اپنی صفائی پیش کرنے آئی ہوں"۔

"تت تشریف رکھیے۔ آخر کس بات کی صفائی"؟۔

"یہ صاحب جانتے ہیں"۔ اس نے عمران کی طرف اشارہ کیا اور پھر اسٹول پر بیٹھ گئی۔

"کرسی پر تشریف رکھیے"۔ فیاض بولا۔

"جی نہیں شکریہ۔۔۔ میں ٹھیک ہوں"۔

عمران ان کی طرف پشت کیے کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا تھا۔

"فرمائیے"۔ فیاض نے لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا نام میریا ہے۔۔۔ اور میں وہی لڑکی ہوں جس کا حلیہ آپ کے محکمے کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ میریا تصدق سمجھ لیجیے۔ کیونکہ ان صاحب کو یہی نام بتایا گیا تھا"۔

"اوہ"۔ فیاض حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"مم۔۔۔ میں اب۔۔۔ کیا کروں"؟ عمران کراہا۔

"چلو۔۔۔۔۔ ادھر آ کر خاموشی سے بیٹھ جاؤ"۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بالکل لاعلم تھی جناب۔ مجھے دھوکا دیا گیا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ ایک آدمی کو بیوقوف بنانا ہے۔ پھر یہ حضرت کلب کے پھاٹک پر نظر آئے تو تصدق نے کہا کہ یہی وہ آدمی ہے جسے بیوقوف بنایا جائے گا۔۔۔

اور یہ حضرت کچھ اسی قسم کی حرکتیں بھی کر رہے تھے اس وقت"۔

لڑکی نے فیاض کو ٹیکسی والا واقعہ بتایا۔ اور پوچھا۔ "کیا یہ بھی آپ کے محکمے سے تعلق رکھتے ہیں"؟۔

"نہیں میرے ایک ملنے والے ہیں۔۔۔"

"فی الحال تو بچھڑے والا ہی سمجھئے" عمران کانپتی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

"ان کی میز پر میں نے جو کچھ بھی کیا اس کے لیے میں پہلے سے تیار تھی۔ بوڑھے نے مجھے وہ سب کچھ سکھایا تھا۔ اور کہا تھا کہ مقصد اس ڈرامے کے بعد بتائے گا۔۔۔ لیکن"؟۔

"لیکن کیا"؟۔

"وہ اس رات کے بعد سے پھر مجھے نہیں ملا۔ میں تو اس سے بھی بے خبر تھی کہ پولیس ہم دونوں کی تلاش میں ہے کیونکہ شاذو نادر ہی اخبار دیکھتی ہوں۔ اس دلچسپ واقعہ کی اطلاع تو، مجھے میری ایک سہیلی ملی تھی اور پھر دوسرے دن اس نے بتایا کہ محکمہ سراغ رسانی کی طرف سے دونوں کا حلیہ جاری کیا گیا ہے"۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔ آپ تو نیروبی سے۔۔۔"؟ عمران جملہ پورا کیے بغیر ہی خاموش ہو گیا۔

"نیروبی کی کہانی بھی اس نے گھڑی تھی" لڑکی نے کہا۔ "میں یہیں پیدا ہوئی پلی اور بڑھی ہوں۔ یقین نہ ہو تو بڑے گرجے سے تعلق رکھنے والے یتیم خانہ کا ریکارڈ دیکھ لیجیے۔۔"

"یتیم خانہ۔۔"؟

"جی ہاں۔ میرے والدین بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ یتیم خانے میں پرورش ہوئی تھی۔۔۔"

"لیکن اس آدمی۔۔۔ تصدق سے کیسے جان پہچان ہوئی تھی آپ کی"؟۔

"میں راجر اینڈ ڈکسن کی فرم میں ٹائپسٹ ہوں۔۔۔۔ وہ لوگ سوت کے بڑے ایکسپورٹر ہیں۔ یہ آدمی تصدق کسی کام سے آفس میں آیا تھا۔ جنرل منیجر سے ملنا چاہتا تھا لیکن وہ بہت مشغول تھے۔ اسے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ میرے ہی پاس بیٹھا رہا تھا۔ بس پھر جان پہچان ہو گئی تھی۔ بذلہ سنج اور دلچسپ آدمی ہے۔ مزاج میں بچکانہ پن ہے۔ ہم دونوں دوست بن گئے۔ جیسے ایکٹوٹی آپ کے ساتھی کی تھی۔ ویسی ہی اس سے پہلے میرے ہی تعاون سے دوسروں کے ساتھ بھی کر چکا تھا۔ لیکن وہ نوعیت کے اعتبار سے اس سے مختلف تھیں۔

بہر حال میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس ایکٹوٹی کے سلسلے میں اس حد تک حالات بگڑیں گے کہ پولیس ہمارے حلیے تک جاری کرا بیٹھے گی۔۔۔ کیا بتاوں کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔۔۔ آخر ہمیں کیا سزا ملے گی۔۔۔"؟

"کیا سزا ملے گی"؟ عمران نے احمقانہ انداز میں فیاض سے پوچھا۔

"آپ فی الحال باقاعدہ طور پر اپنا بیان لکھوائیے" فیاض نے کہا۔

"میں تیار ہوں" لڑکی بولی۔

"لیکن وہ آدمی تصدق۔۔"؟

"میں اس کے بارے میں کیا بتاوں۔۔۔ اس رات کے بعد سے ملا ہی نہیں"؟۔

"تعجب ہے اتنی بے تکلفی کے باوجود بھی آپ اس کی جائے قیام سے واقف نہیں"؟۔

"اس نے آج تک بتایا ہی نہیں۔۔۔ کہتا تھا کہ پردیسیوں کی جائے قیام ہوٹل ہی ہو سکتے ہیں اس لیے قابل ذکر نہیں۔۔۔ بس ہم لوگ پہلے سے پروگرام بنا کر کسی تفریح گاہ میں ملا کرتے تھے۔ خود کو وہ شرقی صوبے کا باشندہ بتاتا تھا"۔

فیاض تھوڑی دیر تک خاموش رہ پھر بولا۔ آپ حراست میں بھی لیجا سکتی ہیں محترمہ۔ ٹپ ٹاپ کے منیجر نے آپ لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے۔ کلب کو سینکڑوں روپوں کا نقصان پہنچا ہے آپ دونوں کی اس حرکت سے"؟۔

"اوہ۔۔۔ میرے خدا میں کیا کروں" لڑکی مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"اے خبردار" دفعۃً عمران آنکھیں نکال کر غصیلی لہجے میں بولا۔ "تم انہیں حراست میں ہرگز نہیں لے سکتے۔ کلب میں وہ ساری توڑ پھوڑ میں نے مچائی تھی"۔

"نہیں صاحب" میریا جلدی سے بولی۔ "آپ کیوں خواہ مخواہ یہ الزام اپنے سر لے رہے ہیں"؟۔

"اچھا" عمران نے کسی عورت کے سے انداز میں کہا۔ "تو کیا آپ جیل چلی جائیں گی۔ ذرا جا کر تو دیکھیے"؟۔

لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا پھر فیاض کی طرف متوجہ ہو گئی جو کہہ رہا تھا۔ "ممکن ہے اس صورت میں کچھ بھی نہ

ہو کر کلب کا منیجر اپنے خسارے کی رقم وصول کر کے سمجھوتہ کر لے"۔

"اندازاً کتنا نقصان ہوا ہوگا"؟ ۔لڑکی نے پوچھا۔

"سات سو کا تخمینہ ہے"۔

"میں ادا کر دوں گا۔ اسے آمادہ کیجئے کہ شکایت واپس لے لے"۔

"شکایت اسے واپس ہی لینی پڑے گی" ۔عمران جھلائے ہوئے انداز میں فیاض کو گھونسہ دکھا کر بولا۔

"میں کہوں گا اس سے۔۔۔۔۔بہر حال آپ اپنا بیان لکھوا دیجئے"۔

فیاض نے گھنٹی بجا کر اپنی اسٹینو کو طلب کیا جو خاصی قبول صورت عورت تھی۔

عمران ٹھنڈی سانس لے کر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

آج بھی اس کی ناک پر عینک جمی ہوئی تھی اور وہ ایک نہایت شائستہ اور مہذب قسم کا چغد معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ تو مجھ سے خفا نہیں ہیں جناب"؟ ۔دفعتاً لڑکی نے اس سے پوچھا۔

"جج۔۔۔۔جی" ۔عمران چونک کر بولا۔ لڑکی نے پھر اپنا جملہ دہرایا اور عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میں صرف متحیر ہوں محترمہ کہ آخر عورتیں کس طرح بیوقوف بن جاتی ہیں"۔

"ہاں بیان لکھوایئے" ۔فیاض کھنکار کر بولا۔۔۔۔اور جب وہ بیان لکھوا رہی تھی تو فیاض عمران کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے اب وہاں اس کی موجودگی غیر ضروری سمجھتا ہو۔۔۔

بیان شارٹ ہینڈ میں نوٹ کر کے اسٹینو چلی گئی۔۔۔اور لڑکی نے اجازت طلب کی۔۔۔۔

"ٹائپ ہو جانے دیجئے" ۔فیاض بولا۔ اس پر آپ کے دستخط بھی ضروری ہیں"۔

"جی ہاں۔۔۔۔بالکل" ۔عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

کچھ دیر بعد اسٹینو اس کا بیان ٹائپ کر کے لائی۔ میریا نے اس پر دستخط کیے اور فیاض سے بولی۔ "کیا مجھے کچھ اور بھی کرنا پڑے گا"؟۔

"جی نہیں شکریہ۔۔۔۔میں کوشش کروں گا کہ ٹپ ٹاپ کا منیجر مان جائے"۔

"میں بیحد شکر گزار ہوں گی جناب"۔

"اور ہاں دیکھیے۔۔۔ جب بھی اس آدمی۔۔۔۔ تصدق سے ملاقات ہو مجھے ضرور مطلع کر دیجیے گا۔ اگر میں نہ ملوں تو قریبی تھانے کے انچارج کو مطلع کر دیجیے گا"۔

"میں ایسا ہی کروں گی جناب۔ مجھے بھلا کسی ایسے آدمی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جس نے مجھے اس قسم کے جنجال میں لا پھنسایا ہو۔۔۔۔۔ اچھا اب اجازت دیجیے"۔

"میں بھی اب جاؤں گا" عمران نے فیاض سے غصیلے لہجے میں کہا۔

لڑکی جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عمران اس سے پہلے ہی کوریڈور میں نکل آیا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے اپنی پشت پر ایڑیوں کی کھٹ کھٹ سنی لیکن مڑ کر دیکھے بغیر کاہلوں کے سے انداز میں آہستہ آہستہ چلتا رہا۔

دفعتاً لڑکی اس کے برابر پہنچ کر بولی۔ "میں آپ سے تو بیحد شرمندہ ہوں جناب۔۔"

"جج۔۔۔ جی" عمران نہ صرف چونکا بلکہ اچھل پڑا۔

"واقعی بیحد شرمندہ ہوں"۔

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔ " عمران بوکھلا کر بولا۔

" سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی تلافی کس طرح کروں"۔

"جس طرح جی چاہے"۔

وہ کمپاؤنڈ میں نکل آئے تھے۔ لڑکی ایک لمبی سی شاندار کار کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ " آئیے۔۔۔ کہاں جائیے گا۔ میں پہنچا دوں"۔

"آپ پہنچا دیں گی۔۔"؟ عمران نے رک کر حیرت سے کہا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔۔۔

"جی ہاں گاڑی میں" لڑکی نے کار کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ آپ کی گاڑی ہے" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔ لہجہ بچکانہ تھا۔

"نہیں میرے باس کی ہے"۔

"اوہ۔۔۔ عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"آیئے"۔ وہ عمران ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"ڈر لگتا ہے آپ سے"۔ عمران گھگھیایا۔

وہ ہنس پڑی۔ لیکن ہاتھ نہ چھوڑا۔ اسی طرح گھسیٹتی ہوئی کار تک لے گئی اور اگلی ہی نشست کا دروازہ کھولتی ہوئی بولی۔

"تشریف رکھئے"۔

عمران نے چھتری سیٹ پر رکھ دی۔۔۔ خود نہ بیٹھا۔۔

"اوہو۔۔۔ تشریف رکھئے نا۔۔۔"؟

"رکھ تو دی۔۔۔۔۔ "عمران بے بسی سے بولا۔ اور وہ پھر بے بسی سے ہنسنے لگی۔

"اسے تشریف نہیں۔۔۔۔۔ چھتری کہتے ہیں"۔

"مجھ اردو بہت زیادہ نہیں آتی۔۔۔۔۔ بچپن ہی سے لندن میں رہا ہوں"۔

"خیر اب بیٹھئے بھی۔۔۔"

"ڈرائیور کہاں ہے۔۔۔"؟

"میں خود۔۔۔۔۔۔ ڈرائیو کروں گی"۔

"آپ"؟ عمران ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"ہاں۔۔۔ کیوں"؟۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے" عمران سچ مچ لجا کر بولا۔

"ارے۔۔۔ واہ۔۔۔ کیوں"؟۔

"لوگ دیکھ کر کہیں گے دیکھو تو بے شرم کو۔۔۔ عورت سے ڈرائیو کرا رہا ہے"۔

"واہ بھئی اس میں بے شرمی کی کیا بات۔۔۔ ارے آپ لندن میں رہے ہیں"۔

"ناجائز طور پر رہا ہوں"۔

"ناجائز۔۔۔ کیا بات ہوئی۔۔۔"؟

"ارے وہ اسے کیا کہتے ہیں۔ شائد نابالغ طور پر رہا ہوں"۔

"اس سے بھی کیا بات بنی"۔

"سمجھ میں نہیں آتا۔ اردو میں کیا لفظ بولیں گے"۔

"چلئے بیٹھئے"۔ اس نے اسے دھکا دیا اور عمران بوکھلایا ہوا اندر جا بیٹھا۔

وہ دوسری طرف سے اسٹیئرنگ کے سامنے آ بیٹھی۔

"کہاں لے چلوں"؟۔ اس نے پوچھا۔۔۔

"میرے گھر کے علاوہ اور جہاں جی چاہے لے چلئے"۔

"گھر سے گھبراتے ہیں آپ۔۔۔۔"؟

"نہیں تو۔۔۔۔بات یہ ہے کہ گھر خود مجھ سے گھبراتا ہے"۔

"کیا بات ہوئی"؟۔

"پھر کیا کہنا چاہئے مجھے"؟ عمران نے بھولے پن سے پوچھا۔

"میں کیا جانوں۔۔۔۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔"؟

"میں خود بھی تو نہیں جانتا"۔ عمران مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

"بیوی بچے ہیں آپ کے"؟۔

"ہوتے بھی تو نہ ہونے کے برابر ہوتے"۔

"بیوی تو ہوگی ہی۔۔۔"؟

"ہو جاتی۔۔۔لیکن بعض ٹیکنیکل دشواریوں کی بنا پر نہیں ہو سکی"۔

"ٹیکنیکل دشواریوں سے کیا مراد ہے آپ کی۔۔۔"؟

"پتہ نہیں اردو میں کیا کہنا چاہئے"؟۔

"جی نہیں، اس بار آپ انگریزی ہی میں کچھ غلط کہہ گئے ہیں"۔

"بعض اوقات میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کہنا چاہئے"؟۔

"غالباً آپ اقتصادی دشواری کہنا چاہتے تھے"؟۔

"اقتصادی۔۔۔ اقتصادی۔۔۔ کیا اس لفظ کا تعلق کسی سسرالی معاملے سے ہے"۔

"جی انگریزی میں اکنامک"۔

"نہیں نہیں۔۔۔۔ ویسی کوئی دشواری نہیں ہے۔۔۔" عمران جلدی سے بولا۔

"آپ کیا کرتے ہیں"؟۔

"شائد آپ پہلے بھی پوچھ چکی ہیں۔۔۔"؟

"مجھے یاد نہیں۔۔"

"میں یہی سوچا کرتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔ سردیوں میں یہاں آئس کریم بھی نہیں چلتی"۔

"کیا واقعی آپ نے آئس کریم فریزنگ میں ڈاکٹریٹ لی تھی"۔

"جی ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔۔ بالکل"۔

"آپ کے والد کیا کرتے ہیں"؟۔

"انٹیلیجنس بیوریو کے ڈائرکٹر جنرل ہیں"۔

"اوہ۔۔۔ کیا ان کی تھوڑی سی بھی ذہانت آپ کے حصے میں نہیں آئی"؟۔

"پتہ نہیں۔۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر لڑکی نے پوچھا۔ "کہاں لے چلوں"؟۔

"کہہ تو دیا جہاں جی چاہے"؟۔

"اچھا تو چلئے۔۔۔ یہ گاڑی آفس میں چھوڑ کر پھر کہیں چلیں گے۔ لڑکی بولی۔ "ہاں۔۔۔۔۔ وہ پولیس آفیسر صاحب کیا آپ کے دوست ہیں"؟۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔ کوئی اس قسم کا موقعہ آئے بغیر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دوست ہیں یا دشمن"۔

"عجیب اتفاق ہے" لڑکی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ اس رات ہم لوگ ٹکرائے بھی تو کس سے ایک پولیس آفیسر کے دوست سے"۔

"کیا خیال ہے آپ کا۔۔۔ وہ بوڑھا مجھے پہلے سے جانتا تھا۔۔۔ یا خوانخواہ ہی مجھ سے آ ٹکرایا تھا"؟۔

"پتہ نہیں۔ مجھ سے تو اس نے ایسے ہی انداز میں خصوصیت سے کسی آدمی کا تذکرہ کیا تھا جیسے وہ پہلے سے جانتا ہو لیکن خود وہ آدمی اس سے واقف نہ ہو"۔

"بہر حال میں اس سے دوبارہ بھی ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ بڑا ستم ظریف آدمی تھا"۔

"اس کی ستم ظریفی کا کیا پوچھنا"۔ لڑکی نے تلخ لہجے میں کہا۔

میریا نے کار اپنے آفس کے سامنے کھڑی کر دی۔ انجن مقفل کر دیا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اترتی ہوئی بولی۔ "یہیں میرا انتظار کرو۔۔۔۔ میں کنجی اپنے باس کو دے آؤں"۔

عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں اسے یقین دلایا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی اور ٹیکسیوں کے اڈے تک پہنچتے پہنچتے عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ ان واقعات کے متعلق پولیس کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہے۔۔۔

" سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پولیس آفیسر سے تمہاری دوستی کیسے ہوگئی۔ تم تو بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہو"۔ اس نے کہا۔

خود اس کا بھی یہی خیال ہے کہ میں بہت شریف آدمی ہوں"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اور پھر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ لڑکی نے ایک ساحلی تفریح گاہ چلنے کو کہا۔

"لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ تصدق والے معاملے کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی ہے۔ جبکہ وہ محض مذاق تھا۔ " لڑکی بولی۔ اور عمران نے سوچا کہ اسے پوری طرح معلومات بہم پہنچانا چاہئے اس لیے اس نے بڑے بھولے پن سے کہا۔ "ارے تمہیں معلوم نہیں۔۔۔۔ وہ جو قتل ہوا تھا پچھلے دنوں۔۔۔۔ ٹپ ٹاپ میں۔۔۔۔ اس کی وجہ ہے"؟۔

"اس کی وجہ ہے "؟۔ لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔ " بھلا اس کا اس سے کیا تعلق"؟۔

"مقتول مجھ سے تصدق کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ تصدق نیروبی میں اس کے ساتھ ایک بہت بڑا فراڈ کر کے بھاگا تھا"۔

"خدا جانے کیا چکر ہے "۔ لڑکی بڑبڑائی پھر بولی۔ " کیا پولیس کا خیال ہے کہ وہ اسی لیے مار ڈالا گیا کہ تصدق کے متعلق تم سے معلومات کر رہا تھا"۔

"بالکل۔۔۔بالکل۔۔"

"اوہ۔۔تو یہ تصدق کوئی بہت خطرناک آدمی ہے"۔ لڑکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔۔۔۔ چہرے پر احمقانہ انداز والی سنجیدگی طاری تھی۔۔۔۔

"تو پھر۔۔۔"؟ لڑکی ہی کچھ دیر بعد بولی۔ "پولیس نے مقتول کے بارے میں کیا معلوم کیا۔ مگر۔۔۔۔۔ اوہ میں تم سے یہ کیوں پوچھ رہی ہوں۔ بھلا اس نے تمہیں کیوں بتایا ہوگا۔ ایسی دوستی تو نہ ہوگی تم سے"۔

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ اسے قبض کیوں رہتا ہے"؟ عمران نے اکڑ کر کہا۔

ارے جاؤ۔۔"

"میں بہت کچھ جانتا ہوں"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیا جانتے ہو۔۔۔"؟ اس نے مضحکانہ انداز میں سوال کیا۔

"مقتول کا نام غزالی نہیں گورچرن سنگھ تھا اور وہ کینیا ہی سے آیا تھا۔۔۔۔"

"لیکن مارا کیوں گیا"؟۔

" کمبختی اور کیا"۔

"خیر ہٹاؤ۔۔۔۔ کوئی اور بات کرو"۔

ٹیکسی جیسے ہی ساحلی تفریح گاہ والی سنسان سڑک پر مڑی عمران نے اندازہ کرلیا کہ ان کا تعاقب کیا جارہا ہے۔ سرخ رنگ کی وہ اسپورٹ کار ٹیکسیوں کے اڈے ہی سے ان کے پیچھے چلی آئی تھی۔

میریا بولی۔۔۔۔۔ "یہ تم چپ کیوں ہوگئے"؟۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ تھوڑی دیر تک یونہی منہ چلاتا رہا پھر جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "لو۔۔۔ چباؤ"۔

"تم بالکل بچے ہو" وہ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "مجھے حیرت ہے کہ تم انگلستان سے واپس کیسے آگئے"؟۔

"مجبوراً واپس آنا پڑا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ہمارے لیے ممکن ہی نہیں تھا کہ معینہ مدت سے زیادہ وہاں ٹھہر سکیں۔ اب تو جسے دیکھے لندن چلا جارہا ہے۔ ہمارے دھوبی کا لڑکا غفورا وہاں بہت اچھے پیسے بنا رہا ہے اور پچھلے

دن اس کی بیوی بفاتن بچھڑ دینے یہاں واپس آئی ہے۔۔۔ کمبخت لندن میں کیا رہ آئی ہے اب زمین پر پاؤں ہی نہیں رکھتی۔۔۔ یہاں باسی کھانے بیٹھتی ہے تو بریک فاسٹ ہوتا ہے۔ پرسوں میرے گھر دھلائی کے کپڑے لینے آئی تھی۔ کہنے لگی جلدی کرو۔۔۔ لنچ کا ٹیم ہو رہا ہے۔ سنا ہے ایک دن خسر پر چڑھ دوڑی تھی کہنے لگی کموڈ لگواؤ میں کھڈی پر نہیں بیٹھوں گی"۔

میریا ہنسنے لگی۔۔۔ کچھ دیر بعد بولی۔ "یہ تم ہیٹ کیسی پہنتے ہو؟ سرکس کے مسخروں کی سی"۔

"میں برا مان جاؤں گا" عمران نے روٹھ جانے کے سے انداز میں کہا۔

"کیوں۔۔۔ کیوں"؟۔

"مجھے وہ لوگ سخت ناپسند ہیں جو میری کسی کمزوری کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرتے ہیں"۔

"کمزوری؟۔ میں نہیں سمجھی۔۔۔۔ بھلا ہیٹ"؟۔

"ہاں کمزوری" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اور پھر ہیٹ تو کمزوری ہی نہیں بلکہ مجبوری بھی ہے"۔

"چلو اب اور بھی الجھا دیا بات کو"۔ میریا ہنس پڑی۔

"ہنسو نہیں" عمران چیخ کر بولا۔ "میری ڈریسنگ الماری کا شیشہ میرے قد سے اونچا ہے لہذا بقیہ خلا کو پر کرنے کے لیے۔۔۔۔۔ میں یہ ہیٹ۔۔"

وہ اور زور سے ہنسی لہذا عمران نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر دانت پیسنا شروع کر دیا اس کی شکل دیکھ کر میریا کی ہنسی اور تیز ہو گئی۔۔۔

"ڈرائیور گاڑی روکو میں آگے نہیں جاؤں گا" عمران نے چیخ کر کہا۔

"ڈرائیور چلتے رہو۔۔۔"

"میں دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دوں گا۔۔"

"چلو اب میں نہیں ہنسوں گی"۔ اس نے سنجیدہ ہو جانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

عمران منہ پھلائے بیٹھا رہا۔۔۔

سی بریز کے پاس انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ سرخ رنگ کی اسپورٹ کار آگے ساحل کی طرف بڑھتی چلی گئی تھی۔۔۔

چاروں طرف تیز دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور سی بریز اس وقت ویران تھا۔ یہاں تو شام کو رونق ہوتی تھی۔۔۔ کھلے مین میزیں لگائی جاتی تھیں جن کے گرد سرکنڈے کے مونڈے ہوتے تھے۔

وہ دونوں سائبان کے نیچے جا بیٹھے اور ایک اونگھتے ہوئے بیرے نے کسی قدر خوش اخلاقی سے ان کا استقبال کیا۔۔۔

"کیا کھاؤ گے"؟۔ میریا نے عمران سے پوچھا۔

"کھانے کو تو میں کچی مچھلیاں تک کھا سکتا ہوں لیکن اگر بعد میں تمہارا سر بڑا ہونے لگا تو کیا کروں گا"؟۔

میریا ہنسنے لگی پھر اس نے بیرے سے کہا۔ "جھینگے اور چائے لاؤ"۔ پھر عمران سے بولی۔ "تم واقعی ڈر گئے ہو۔۔۔ ارے وہ تو مذاق تھا"۔

"لیکن پولیس تو کسی بھی طرح مذاق سمجھنے پر تیار نہیں۔ ایسی صورت میں جب گورچرن سنگھ کا قتل۔۔۔"؟

"چھوڑو ختم کرو"۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میرا اچھا خاصا موڈ برباد نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ تصدق نے وہ حرکت کسی خاص مقصد کے تحت کی ہو لیکن میری ذات اس میں صرف مذاق ہی کی حد تک ملوث رہی ہے"۔

"یہ تصدق مل جائے مجھے تو بتاؤں" عمران گھونسہ ہلا کر بولا۔

"میں کہتی ہوں اب ختم کرو اس تذکرے کو۔۔۔ ہاں تم کوئی کام کیوں نہیں کرتے"؟۔

سائنس کے ڈاکٹر ہو۔۔۔ اگر کہو تو میں اپنی فرم میں کوشش کروں۔ وہ ادویات کا بیوپار بھی کرتی ہے۔۔۔"

"کیا فائدہ"؟ عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "آئس کریم کا بیوپار کرتی ہوتی تو بات بھی تھی"۔

پھر بے تکی باتیں شروع کردیں۔ میں یقین نہیں کر سکتی کہ تم نے آئس کریم میں اسپشلائز کیا ہوگا۔۔۔ واہ کیا بات ہوئی۔۔۔"

"تمہارے یقین نہ کرنے کے باوجود بھی میں تندرست رہو گا" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

بیرا جھینگے اور چائے لایا۔ اتنے میں عمران کو زینے پر وہی آدمی بھی نظر آیا جو سرخ رنگ کی اسپورٹ کار پر ان کے پیچھے آیا تھا۔ اس نے بھی ان کے قریب ہی کی ایک میز منتخب کی۔ عمران نے میریا کی طرف کنکھیوں سے دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بے تکلفی ہی کے آثار نظر آئے۔

پھر وہ کچھ دیر تک خاموشی سے جھینگے کھاتے رہے اور چائے کے گھونٹ لیتے رہے۔۔۔

"تو پھر بات کروں۔۔۔ فرم کے منیجر سے"؟۔ میریا نے کہا۔

"ارے بھئی آخر تمہیں میری ملازمت کی فکر کیوں پڑ گئی ہے۔ کنفیوشس نے کہا ہے کہ جب تک آسانی سے آزاد رہ سکو ضرور رہو۔۔۔"

"میں دراصل تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ دلچسپ آدمی ہو۔۔۔"

----------------------*-----------*

راکی مامبا نے القاہرہ سے بھاگ کر مصری سفارت خانہ کے ایک آفیسر کے گھر میں پناہ لی تھی۔ لیکن دوسرے ہی دن اسے معلوم ہوگیا کہ پولیس کو کسی "راکی مامبا" کی تلاش ہے جو القاہرہ سے حیرت انگیز طور پر غائب ہوگیا تھا۔

"کیوں یہ کیا قصہ ہے"؟۔ مصری سفارتی آفیسر نے اس سے پوچھا۔

"بس کیا بتاؤں حماقت ہوگئی"۔ راکی مامبا نے بغلیں جھانکتے ہوئے کہا۔ جلدی میں ایک حماقت سرزد ہوگئی۔ اب سوچتا ہوں کیا ہوگا"؟۔

"بات کیا تھی"؟۔

القاہرہ میں کسی نیگرو کے قتل کے متعلق تم نے بھی سنا ہوگا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔ لیکن جب مجھے اس کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو میں نے سوچا کہ کہیں پولیس مجھے بھی پریشان نہ کرے کیونکہ میں بھی نسلاً نیگرو ہی ہوں۔۔۔"

"تم نے بہت برا کیا"۔ آفیسر برا سا منہ بنا کر بولا۔

"پھر بتاؤ۔۔۔ اب کیا کروں؟۔ بوکھلاہٹ میں ایک حماقت سرزد ہوگئی"۔

"تم نے میری پوزیشن بھی خطرے میں ڈال دی ہے۔ کل ہی بتا دیا ہوتا"۔

"کچھ کرو دوست۔۔"

"آفیسر سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔ "تم آخر یہاں کس مقصد کے تحت آئے ہو"؟۔

" کہاں۔۔۔تمہارے گھر یا اس ملک میں"؟۔

"اس ملک میں"؟۔

"محض تفریح کی خاطر۔۔۔تبدیلی کے لیے۔۔۔ہر چھ ماہ کے بعد کچھ دنوں کے لیے باہر نکلتا ہوں۔ اس بار یہاں چلا آیا۔

تم نے مجھے بھی مشکل میں ڈال دیا۔۔۔خیر ٹھہرو۔۔۔۔میں کچھ کرتا ہوں۔ محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ میرا دوست ہے۔۔۔میں اسے شام کی چائے پر مدعو کر کے اس سے بات کرونگا"۔

"بہت بہت شکریہ میرے دوست۔۔۔" راکی ماما نے طویل سانس ل

----------------------*----------*

عمران اس وقت فیاض کے پاس ہی بیٹھا تھا جب اس نے مصری سفارت خانے کے ایک آفیسر کی کال ریسیو کی۔ اور یونہی رواداری میں اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا۔۔۔۔

"مصری سفارت خانے کا آفیسر"۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔ "کیا وہ پہلے بھی کبھی تمہیں مدعو کر چکا ہے"؟۔

"نہیں۔۔۔کیوں"؟۔

"یار اس سلسلے میں کہیں مصر کا نام بھی تو آیا تھا شائد۔۔"؟

"ہاں متعلقہ لوگوں میں سے کچھ مصر سے بھی تعلق رکھتے تھے۔۔"

عمران تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ "میں نے آج تک کسی مصری کے گھر چائے نہیں پی۔۔۔کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔"؟

" بکواس نہ کرو۔۔۔۔یہ اپنے یہاں کی دعوتیں تو ہیں نہیں کہ میزبان نے صرف میاں بیوی کو مدعو کیا اور وہ پچھلی سات پشتوں کو قبروں سے اکھاڑ کر لے جا پہنچے"۔

"پھر بھی ایک آدمی کی گنجائش تو نکل ہی سکے گی۔۔۔۔کیونکہ تمہاری بیوی تو جانے سے رہی"۔

"دماغ نہ چاٹو۔۔۔"

"اچھا سفارت خانے کے آفیسر کا نام بتاؤ۔۔۔"؟

"فضیل مخدوم۔۔۔لیکن۔۔۔آخر تم۔۔"؟

" کچھ نہیں، میں بھی شائد اسے جانتا ہوں" عمران کچھ سوچتے ہوا بولا۔ "اسے قدیم قلمی کتابوں کا خبط ہے خواہ وہ کسی زبان میں ہوں"۔

"تو پھر۔۔۔۔"؟

" کچھ نہیں" عمران نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس کے نمبر بتاؤ"؟۔

فیاض اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھتا رہا اور نمبر بتائے۔ عمران نے ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں ہیلو کہا اور بولا۔" کیا مسٹر مخدوم ہیں"؟۔

"جی ہاں۔ فرمائیے"؟۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نے سنا ہے کہ آپ کو قلمی کتابوں کا خبط ہے"؟۔

"جی ہاں ہے تو۔۔۔آپ نے ٹھیک سنا ہے"۔

" کیا آپ میرے ذخیرے میں سے چند کتابیں دیکھنا پسند کریں گے۔۔۔عربی میں ہیں۔ مجھے ان کی تاریخ میں شبہ ہے"۔

"اوہ ضرور ضرور۔۔۔۔بتائیے میں آپ سے کہاں ملوں"؟۔ دوسری طرف سے پر اشتیاق لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کہاں تکلیف کریں گے۔ کہئے تو میں خود پانچ بجے آجاؤں"؟۔

"ضرور ضرور۔۔۔مجھے بیحد خوشی ہوگی۔ چائے میرے ساتھ پیجئے"۔

"شکریہ میں پانچ بجے پہنچ جاؤں گا" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔۔۔پھر فیاض سے بولا۔ " کنفیوشس نے کہا ہے کہ جان پہچان پیدا کرنے ہی سے جان پہچان پیدا ہوتی ہے"۔

----------------------*----------*

میز پر راکی ماما بھی موجود تھا۔ فیاض نے اسے پر تشویش نظروں سے دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ اور نہ اس سے تعارف ہی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میز پر میزبان سمیت یہی تینوں آدمی تھے۔۔۔ دفعتاً ایک ملازم کارڈ لایا جس کی پشت پر قلم سے بھی کچھ لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔۔

"بلاؤ۔۔۔ یہیں لاؤ"۔ سفارت خانے کے آفیسر نے کارڈ دیکھ کر ملازم سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کئی عدد موٹی موٹی کتابیں اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن اس وقت اپنے مخصوص مضحکہ خیز لباس کے بجائے شیروانی اور پاجامے میں تھا۔ آنکھوں پر عینک بھی نہیں تھی۔ البتہ بال منتشر تھے اور پیشانی پر لٹکے نظر آ رہے تھے۔ انداز کسی بہت زیادہ مطالعہ کرنے والے لاپرواہ آدمی کا سا تھا۔۔۔۔۔۔

"آیئے۔۔۔ آیئے۔۔۔۔۔ جناب"۔ آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔ میں تو منتظر تھا۔ سوچتا تھا کہ کہیں اپ بھول نہ گئے ہوں۔ آیئے پہلے چائے پئیں۔ پھر دیکھیں گے۔

عمران نے کتابیں ایک طرف رکھ دیں ورخود چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا جو پہلے ہی سے اس کے لیے وہاں لگائی گئی تھی۔ سامنے ایک پلیٹ بھی موجود تھی۔۔۔۔ چائے کے دوران میں مصری آفیسر نے اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ کیپٹن فیاض سے باتیں کرتا رہا۔ اور یہ باتیں بھی راکی ماما ہی کے متعلق تھیں۔

"آپ سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے جناب"۔ راکی ماما کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بس ہوگئی"۔ غیر ارادی طور پر راکی ماما نے کہا۔

"آپ مقتول سے واقف نہیں تھے"؟۔

"قطعی نہیں جناب۔ ویسے اسے وہاں دیکھا ضرور تھا لیکن چونکہ مغرور آدمی معلوم ہوتا تھا اس لیے میں نے جان پہچان پیدا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ویسے فطرتاً مجھے اس سے ملنا چاہیے تھا کیونکہ ایک اجنبی دیس میں دو ہموطنوں یا نسلوں کا آپس میں مل بیٹھنا غنیمت ہوتا ہے۔۔۔"

"آپ خوامخواہ وہاں سے بھاگے تھے۔ آخر پولیس پوچھ گچھ ہی تو کرتی"؟۔

"میں اس سے بھی وحشت زدہ ہوجاتا ہوں"۔

"خیر کچھ کیا جائے گا"۔ فیاض نے سفارت خانے کے آفیسر کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران اس دوران میں بڑے بے تعلقانہ انداز میں چائے کی چسکیاں لیتا رہا تھا۔ کبھی کبھی دیوار کی پینٹنگز پر بھی نظر جما دیتا۔

فیاض بھی اس کی طرف سے بے تعلقی ہی ظاہر کرتا رہا تھا۔

پھر جب چائے کے خاتمے پر سفارت خانے کا آفیسر عمران کی طرف متوجہ ہوا تو فیاض اس کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گیا۔

اور چلتے چلتے ایک بار پھر وعدہ کیا کہ وہ راکی ماما کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا"۔

اس کے جانے کے بعد عمران کتابیں لے بیٹھا۔

" مگر ان پر تو یونیورسٹی کی مہر ہے"؟ ۔ آفیسر نے کہا۔

"جی ہاں یونیورسٹی کی لائبریری سے لایا ہوں"۔

"آفیسر کا جوش وخروش ڈھیلا پڑ گیا۔ اس نے بے دلی سے کہا۔ میں تو سمجھا تھا شائد آپ کچھ قلمی نسخے میرے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے ہیں"۔

"جی نہیں یہ بات نہیں تھی۔۔۔ میں دراصل ان کی تاریخ۔۔"

" مگر کتابوں کو سونگھ کر اس کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ مطالعہ کے لیے وقت چاہیے اور میں آج کل عدیم الفرصت ہوں"۔

"یہ آپ کیا فرما رہے ہیں جناب۔ ہمارے یہاں تو کتابوں کو ترازو میں تول کر سال کی بہترین کتابیں منتخب کی جاتی ہیں اور ان پر انعامات دیئے جاتے ہیں۔ عموماً سب سے زیادہ ضخیم کتاب کا مصنف انعام پاتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ اعتراض کر بیٹھے کو کہہ دیا جاتا ہے۔ لاں اتنی موٹی کتاب لکھ دی ہے بیچارے نے، کہیں نہ کہیں تو کوئی قابل انعام بات قلم سے نکل ہی گئی ہوگی۔ آپ اس ترقی کے دور میں مطالعہ لئے پھرتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ"۔

" آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں جناب"؟ ۔ آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جیسی آپ کر رہے ہیں"۔ عمران کا لہجہ بھی ناخوشگوار ہی تھا۔

" تکلیف کا شکریہ۔ میں بہت مصروف آدمی ہوں"۔ آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔

"پھر بھی کیا خیال ہے ان کتابوں کے متعلق"؟۔

"عجیب آدمی ہیں آپ، تشریف لے جایئے"۔ آفیسر جھنجھلا گیا۔

"جی بہت اچھا"۔ عمران نے سعادتمندانہ انداز میں کہا اور اٹھ گیا۔۔۔۔۔

------------------------*----------*

واپسی پر عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے فیاض کے نمبر ڈائیل کیے لیکن جواب نہ ملا۔ پھر گھر کے نمبروں پر کوشش کی۔ وہ موجود تھا۔

"ہیلو"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔۔

"عمران اسپیکنگ، تم نے راکی ماما کے متعلق کیا سوچا"؟۔

"خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے"۔

"اس کی نگرانی ضروری ہے"۔

"میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ فی الحال اس کی نگرانی ہی کرائی جائے۔ براہ راست نہ چھیڑا جائے۔

"اس کی جائے قیام کا علم مجھے رہنا چاہیے"۔ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہاں سے وہ سیدھا گھر آیا اور شیروانی وغیرہ سے پیچھا چھڑا کر پھر اسی مضحکہ خیز لباس میں آ گیا۔۔۔۔

سلیمان کپڑوں پر برش کرنے دوڑ اتا لبا آج اس کی جیب بالکل خالی تھی۔

برش کرتے کرتے اس نے کہا۔ "اب آنکھیں بند کر لیجیے صاحب"۔

عمران نے بالکل ایسے ہی سعادتمندانہ انداز میں آنکھیں بند کر لیں جیسے کوئی نیک اور شریف النفس بچہ ماں کے حکم پر کاجل لگوانے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہا ہو۔۔۔۔

اور پھر سلیمان نے بڑے اطمینان سے اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکال کر دس کا ایک نوٹ پار کر دیا اور پرس دوبارہ جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "طبیعت تو ٹھیک ہے صاحب"؟۔

"کہاں ٹھیک ہے"؟ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "بائیں ڈاڑھ میں سینگ نکل آنے کی وجہ سے معدہ چوپٹ ہوگی ہے"۔

"سر پر چنبیلی کے تیل کی مالش کرائیے"۔

عمران سعادتمندانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا چلا آیا۔ پھاٹک سے گزرتے وقت جیب سے پرس نکال کر اس کا جائزہ لیا اور ٹھنڈی سانس لیکر آگے بڑھ گیا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا جیسے اس کا تعاقب کیا جا رہا ہو۔۔۔ لیکن اس نے مڑ کر اس طرف نہیں دیکھا کر تعاقب کرنے والوں کو محتاط ہونا پڑتا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور شہر پر برقی روشنی کی حکمرانی تھی۔۔۔

میریا نے نہ صرف اسے اپنے فلیٹ کا پتہ بتایا تھا بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ وہ یہاں تنہا رہتی ہے۔

کچھ دیر بعد عمران لاکم ہاوز کے آٹھویں فلیٹ کی کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔

اندرست چلنے پھرنے کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن دروازہ جلدی نہیں کھلا اور میریا کی تحیر زدہ سی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔

"اوہ۔ تم ہو۔ میں کپڑے بدل رہی تھی۔ آج جلدی سو جانے کا ارادہ تھا۔ آؤ"۔

عمران احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

فضا میں تمباکو کے دھوئیں کی ہلکی سی بو محسوس ہو رہی تھی۔ عمران نے متجسسانہ نظروں سے چاروں طرف دیکھا پھر نظر گول میز پر رکھے ہوئے ایش ٹرے پر جم گئی جس میں جلی ہوئی سگرٹوں کے کئی ٹکڑے دکھائی دیئے۔۔۔ اس کے قریب ہی سگریٹ لائٹر اور بلیک اینڈ وہائٹ کا ڈبہ بھی موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔

میریا کی آنکھیں شاید اس کی آنکھوں کا تعاقب کرتی رہی تھیں کیونکہ اس نے دوسرے ہی لمحے میں ہنس کر کہا تھا۔ "تنہائی میں اکثر سگریٹ بھی پینے لگتی ہوں"۔

چھوٹی میز اس صوفے سے زیادہ دور نہیں تھی جس پر عمران بیٹھا تھا۔ اس لیے اس پر رکھی ہوئی چیزیں بہت ہی واضح طور پر نظر آ رہی تھیں۔ لیکن جلی ہوئی سگرٹوں کے ٹکڑوں پر اسے لپ اسٹک کے نشانات نہ مل سکے حالانکہ میریا کے ہونٹ رنگے ہوئے تھے۔

عمران نے یہ چیز صرف ذہن نشین کی۔ میریا سے کچھ نہیں کہا۔

"تم خاموش کیوں ہو"؟۔ میریا نے اس سے پوچھا۔

"م۔۔۔۔ہپ۔۔۔۔یعنی کہ۔۔۔۔میں با وقت تو نہیں آیا"۔

"بالکل نہیں۔۔۔۔میں تو سخت بور ہو رہی تھی۔ وقت ہی کٹے گا"۔

"یہاں کیا وقت کٹے گا" عمران بڑبڑایا۔

"نہیں بھئی۔ اس وقت تو باہر جانے کا موڈ نہیں ہے"۔ میریا جلدی سے بولی۔

دفعتاً فلیٹ ہی کے کسی حصے سے بلی کے چیخنے کی آواز آئی اور عمران اچھل پڑا۔ پھر اس طرح خوف زدہ انداز میں میریا کی طرف دیکھا کہ وہ بیساختہ ہنس پڑی۔

"م۔۔۔میرا خیال ہے کہ اب مجھے جانا چاہیے"۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں۔۔۔۔؟ کیوں۔۔۔"؟

"اس رات ٹپ ٹاپ میں بھی پہلے بلی ہی چیخی تھی"۔

"ارے۔۔۔۔وہ تو۔۔۔۔"

"کیا تم نے بلی بھی پال رکھی ہے"؟۔

"پال نہیں بلکہ وہ زبردستی پل رہی ہے"۔ میریا نے بیزاری سے کہا اور ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکالی۔۔۔۔اور جب اسے سلگا کر اس کا سرا ہونٹوں سے نکالا تو عمران نے اس پر لپ اسٹک کا دھبہ دیکھا

۔۔۔۔۔

اب تو اسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ فلیٹ میں کوئی تیسرا بھی موجود ہے جسے وہ کسی وجہ سے اس کے سامنے نہیں لانا چاہتی۔۔۔

وہ کون ہو سکتا ہے؟ عمران نے سوچتے ہوئے مضطربانہ انداز میں چاروں طرف دیکھا۔

"ارے تم کیا سوچنے لگے"؟ میریا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے" عمران کانپتا ہوا بولا۔ "م۔۔۔۔میں اب جاؤں گا۔۔۔۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔۔ابھی تو آئے ہو۔۔۔"؟۔

"پھپ۔۔۔پھر آؤں گا"۔عمران نے سعادتمندانہ انداز میں یقین دہانی کی۔

''میں تو نہیں جانے دوں گی۔۔۔''

"میرے خدا۔۔۔۔۔" عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

" چلو اٹھو، نیچے رستوران میں چائے پئیں۔میں اس وقت باورچی خانے میں جانا پسند نہیں کروں گی۔۔۔"

" چلو۔۔۔ "عمران خوش ہو کر بولا۔

وہ نیچے آئے۔لیکن روانگی کے وقت عمران نے واضح طور پر محسوس کیا تھا کہ میریا نے فلیٹ کو مقفل نہیں کیا۔رستوران اسی عمارت میں تھا اور اس میں فیملی کیبن بھی تھے وہ دونوں ایک کیبن میں جا بیٹھے اور ویٹر کو طلب کر کے چائے کے لیے کہا۔

عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میریا کے فلیٹ کے لیے کیا کرے۔اس کی نگرانی کے لیے فیاض کو کس طرح ہدایت دے۔کاؤنٹر پر اسے فون نظر آیا تھا لیکن رستوران کا منتظم بھی اس کے قریب ہی موجود تھا۔فون پر ہونے والی گفتگو ضرور سنتا۔ہو سکتا ہے کہ میریا کا شناسا بھی رہا ہو۔لہذا میریا تک بات ضرور پہنچ جاتی۔

کیبن کے دروازے پر ایسا پردہ نہیں تھا جو پوری طرح پردہ پوشی کر سکتا۔ہال کی میزیں یہاں سے صاف نظر آ رہی تھیں۔

دفعتاً میریا چونک پڑی۔۔۔۔

" اوہ۔۔۔۔یہ مردود۔۔۔۔۔یہاں کیسے"؟۔

" کک۔۔۔۔کون "؟عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

" کوئی۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں"۔

"خطرے کی بات ہو تو بتا دو۔میرا دل بہت کمزور ہے"؟۔

میریا ہنس پڑی لیکن اس ہنسی میں کھوکھلا پن تھا۔

عمران کی نظریں اس کی نظروں کا تعاقب کر رہی تھیں اور اس نے تین آدمیوں کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور

وہ سامنے ہی والی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے تھے۔ ہو سکتا تھا کہ انہوں نے کیبن کی طرف دیکھا ہی نہ ہو۔۔۔۔ ویٹر پردہ ہٹا کر چائے لایا اور ٹھیک اسی وقت ان تینوں نے کیبن کی طرف دیکھا ان کے چہروں پر عمران کو حیرت کے آثار نظر آئے۔۔۔۔۔ ایک نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ بھی سکوڑے تھے۔

میریا نے بھی شاید عمران کو ان کی طرف متوجہ دیکھا تھا اس لیے جلدی سے بول پڑی تھی۔ نہایت بے ہودہ لوگ ہیں۔۔۔۔۔ لفنگے۔۔۔۔ میرے آفس میں کام کرتے ہیں۔ تم ان کی حرکتوں سے کوئی برا اثر نہ لینا۔۔۔۔۔ میں انہیں منہ نہیں لگاتی۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔" عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "وہ لمبا آدمی تو خطرناک قسم کا غنڈہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔"

"ادھر مت دیکھو۔۔۔۔۔" میریا نے مشورہ دیا۔

پھر وہ خاموشی سے چائے پیتے رہے۔۔۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ لوگ اب بھی انہیں ہی گھورتے جا رہے ہیں۔

چائے ختم کر کے عمران نے اٹھنے کا ارادہ ظاہر ہی کیا تھا کہ میریا جلدی سے بول پڑی۔ "نہیں۔۔۔۔۔ ابھی بیٹھو۔ ان حرامزادوں کو چلے جانے دو۔۔۔ ورنہ ہال سے گزرتے وقت ہمیں ان کی کسی نہ کسی حرکت کا شکار ہونا پڑے گا۔ کچھ نہیں تو آوازے ہی کسیں گے"۔

دفعتاً ان میں سے ایک نے میریا کو زبان دکھائی اور دوسرے نے آنکھ ماری۔ لمبا آدمی عمران کو کینہ توز نظروں سے گھورتا رہا۔

"اب مجھے ان کی شکایت کرنی ہی پڑے گی"۔ میریا بڑبڑائی۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی اگر یہ اتنے کمینے ہیں تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہی چاہیے۔۔۔۔۔ میں باس سے ضرور شکایت کروں گی۔۔۔۔۔"

"جہنم میں گیا تمہارا باس" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "مجھے ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے"۔

"اونہہ"۔ میریا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔۔۔

عمران کچھ نہ بولا۔ میریا نے ویٹر کو طلب کرنے کے لیے میز کے پائے سے لگے ہوئے سوئچ پر انگلی رکھی۔۔۔۔ ویٹر آیا اور اس نے اس سے بل لانے کو کہا۔

بل ادا کر کے وہ کیبن سے نکلے۔۔۔ اور جیسے ہی فٹ پاتھ پر پہنچے انہوں نے دیکھا کہ وہ تینوں بھی اپنی میز سے اٹھ گئے ہیں۔۔۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ان کے دلوں میں کیا ہے"۔ میریا بڑبڑائی۔

"تم کیوں سمجھنا چاہتی ہو"۔ عمران نے پوچھا۔ لیکن وہ کوئی جواب دیئے بغیر چلتی رہی، پھر وہ فلیٹ کے سامنے پہنچ کر رکے۔۔۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہاں میری موجودگی ضروری نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

" سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو"۔ پشت سے آواز آئی اور وہ دونوں چونک کر مڑے۔ رستوران والے تینوں آدمی انہیں مضحکانہ انداز میں دیکھ رہے تھے۔۔۔

" کیا مطلب"؟۔ میریا جھنجھلا گئی تھی۔۔۔۔

"یہی کہ اب یہاں اس جاپانی گڈے کی ضرورت نہیں ہے"۔ لمبے آدمی نے بائیں آنکھ دبا کر شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

"م۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔ میرے دستانے اندر ہیں"۔ عمران کی آواز کانپ رہی تھی۔۔۔۔

" لے لو۔۔۔ اور دفع ہو جاؤ۔۔۔ "لمبا آدمی غرایا۔

عمران نے دروازے کو دھکیل دیا جو کھلتا چلا گیا۔ اسے علم تھا کہ میریا نے چلتے وقت اسے مقفل نہیں کیا تھا۔۔

وہ جھپٹ کر اندر آیا اور کمرے کے وسط میں کھڑا ہو گیا۔ میریا ان لوگوں سے کہہ رہی تھی۔ "میں اسے کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی"۔

"وہ کون ہے"؟۔ لمبے آدمی نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم سے مطلب"؟۔۔۔۔ میریا جھلا کر چیخی۔

"مطلب نہ ہوتا تو ہم دخل اندازی کیوں کرتے"؟۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔"

"آخر ہم میں کیا برائی ہے جو ہمیں اپنی دوستی کے قابل نہیں سمجھتیں"؟۔

"اچھا دوستو"۔ دفعتاً عمران بولا۔ "اب بہتر یہی ہے کہ چلے ہی جاؤ۔۔۔۔۔۔ ورنہ مجھے بھی غصہ آ جائے گا"۔

"باہر کھینچ لاؤ۔۔۔ اسے"۔ لمبے آدمی نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

وہ دونوں اندر پہنچ چکے تھے۔ ایک نے عمران کے گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی حرکت پر پچھتانے کا موقع بھی نہ مل سکا کیونکہ عمران کا گھونسہ عین ٹھوڑی کے نیچے پڑا تھا۔ وہ اچھل کر دروازے کے قریب ہی آ گرا۔ پھر دوسرا بھی گالیاں بکتا ہوا اس کی طرف جھپٹا۔ اس بار عمران نے اٹھایا تو ہاتھ ہی تھا لیکن پھر لات چل گئی۔۔۔۔۔۔ وہ بھی اتنی زوردار کہ وہ دروازے سے گزرتا ہوا برآمدے میں جا پڑا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ میریا احتجاج کے لیے ہونٹ بھی نہ کھول سکی تھی۔

یہ دونوں آدمی شاید اس کے عادی نہیں تھے۔ کیونکہ ان میں سے جو بھی جہاں گرا تھا وہیں پڑا رہا۔۔۔۔ البتہ عمران نے دیکھا کہ لمبے آدمی نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کھول لیا ہے۔

"نکلو باہر۔۔۔۔ چلو"۔ وہ عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"یہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ کیا ہو رہا ہے"؟ میریا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"خاموش رہو"۔

اب وہ چاقو سنبھالے ہوئے عمران کی طرف جھپٹا۔ حملہ زوردار تھا۔ عمران سے اگر ذرا سی غفلت سرزد ہوئی ہوتی تو دوسرے ہی لمحے میں سفرِ آخرت پر روانہ ہو چکا ہوتا۔۔۔

پھرتی سے پینترا بدل کر وار خالی دیا۔

حملہ آور جھونجھل میں آ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ عمران نے اس کی کمر پر لات رسید کی اور وہ منہ کے بل دیوار سے جا ٹکرایا۔ پھر سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک ہی چھلانگ عمران کو اس پر لے گئی۔

اب چاقو والا ہاتھ عمران کی گرفت میں تھا۔ پہلے ہی جھٹکے میں چاقو بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔ اور پھر عمران نے اسے کمر پر لاد کر فرش پر دے مارا۔

اس کے دونوں ساتھی اب بھی آنکھیں بند کیے پڑے تھے۔

میریا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور اس نے ابھی تک کمرے میں قدم نہیں رکھا تھا۔

عمران نے پھر حملہ آور کو زمین سے نہیں اٹھنے دیا۔ اسے نیچے دبائے ہوئے بری طرح رگید رہا تھا۔

"مار ڈالوں"؟۔ اس نے سر اٹھا کر میریا سے پوچھا۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں"۔ میریا بوکھلا کر بولی۔

"بہت اچھا۔۔۔" عمران نے سعادتمندانہ اندز میں سر ہلا کر کہا۔ اور اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ پھر تیزی سے جھپٹ کر چاقو اٹھایا۔ اور بڑے ادب سے حملہ آور کی خدمت میں پیش کرتا ہوا بولا۔ "یہ لو۔۔۔۔۔۔ دیکھو کہیں خراب وراب تو نہیں ہوگیا"؟۔

"ارے یہ کیا کرتے ہو"؟۔ میریا جھنجھلا کر چیخی۔

حملہ آور فرش پر بیٹھا آنکھیں مل رہا تھا۔

"پھر کیا کروں"؟۔ عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"احمق ہو کیا بالکل۔۔۔۔ اسے چاقو نہ دو"۔

"اور اگر اس نے تھانے میں رپورٹ درج کرادی تو۔۔۔۔۔"؟

" کیسی رپورٹ"؟۔

"یہی کہ میرا چاقو چھین لیا۔۔۔۔"؟

میریا کمرے میں داخل ہوئی اور حملہ آور سے بولی۔ "آئندہ اگر مجھ سے بدتمیزی کی تو اس سے بھی زیادہ برا حشر ہوگا۔ چپ چاپ چلے جاو۔ ورنہ پولیس ہی کے حوالے کردوں گی"۔

پولیس کے نام پر دونوں بیہوش آدمیوں کے جسموں میں حرکت ہوئی اور وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھے۔

لمبا آدمی چپ چاپ اٹھا اور سر جھکائے ہوئے دروازے سے گزر گیا۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔۔۔

عمران اور میریا خاموش کھڑے رہے۔ وہ اسے اس طرح گھور رہی تھی جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ کک۔۔۔ کیا بلا ہو"؟۔ وہ تھوڑی دیر بعد ہکلائی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کر رہا تھا۔

"اب اگر انہوں نے رپورٹ درج کرا دی تو۔۔۔"؟ میریا نے پوچھا۔

"کس بات کی رپورٹ"؟۔

"یہی کہ انہیں مارا پیٹا گیا ہے۔۔۔۔۔ چوٹیں ضرور آئی ہوں گی۔۔"؟

"وہ یقیناً رپورٹ درج کرائیں گے"۔

"اچھا تو۔۔۔۔۔۔ پھر کیا ہوگا۔۔۔"؟

"الجھنیں بڑھ جائیں گی"۔ میریا نے کہا۔ "ابھی میرے خلاف پولیس چھان بین کر رہی ہے"۔

"ہاں یہ تو ہے"۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"اچھا اب تم جاؤ"۔

"اگر وہ پھر آ گئے تو"؟۔

"دیکھا جائیگا۔ مگر تم جاؤ"۔

* * *

کیپٹن فیاض نے دوسرے دن عمران کو فون پر اطلاع دی کہ راکی ماما پھر القاہرہ ہوٹل میں واپس آ گیا ہے اور اسی کمرے میں مقیم ہے جس میں پہلے تھا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ باقاعدہ طور پر اس کی نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔۔۔۔

عمران نے اس سلسلے میں مزید پوچھ گچھ نہیں کی۔۔۔۔

ریسیور کریڈل میں رکھ کر مڑا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بجی۔

دوسری طرف سے کسی عورت نے اسے مخاطب کیا۔

"یس عمران اسپیکنگ"۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں بول رہی ہوں۔ میریا"۔

"اوہ۔۔۔۔ ہیلو"۔

"کیفے ڈان سے بول رہی ہوں۔ میں بہت پریشان ہوں"۔

"ڈان اور پریشان کا قافیہ پسند آیا"۔

"جلدی کرو۔۔۔۔ عمران۔ ورنہ ہم دونوں کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے"۔

"دونوں"؟ عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"فوراً آؤ۔۔۔۔ میں اپنے فلیٹ میں تمہاری منتظر رہوں گی"۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے معنی خیز انداز میں سر کو جنبش دی اور خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گھر کی طرف جا رہا تھا۔ دن کے ڈھائی بجے تھے تمازت کم ہو گئی تھی۔ یوں بھی سردیوں کے دن تھے۔

میریا گھر پر بے چینی سے منتظر ملی۔

"اوہ۔۔۔۔ عمران۔۔۔۔ بیٹھو بیٹھو"۔ اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "میں تمہیں ہرگز تکلیف نہ دیتی۔۔۔۔ تم خطرے میں ہو"۔

"خ۔۔۔ خطرے میں۔۔۔۔"؟ عمران اچھل پڑا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ وہ مر گیا"۔

"کک۔۔۔۔ کون"؟۔

"وہی لمبا آدمی جس نے پچھلی رات تم پر چاقو نکال لیا تھا"۔

"مر گیا"؟ عمران خوش ہو کر بولا۔

"اوہ تم خوش ہو رہے ہو احمق۔۔۔۔ اگر ان کے ساتھیوں نے نشاندہی کر دی تو تم کہاں ہو گے"؟۔

"کہاں گا"؟ عمران نے بھولپن سے کہا۔

"جیل میں۔۔۔۔ پھانسی"۔

"ارے باپ رے"۔

"آج صبح اس کے منہ سے خون آیا تھا۔ بیہوش ہو کر گرا۔ اور تھوڑی دیر بعد مر گیا"۔

"تو پھر اس کے دونوں ساتھیوں نے تم سے کیا کہا"؟۔

"ابھی تو وہ خاموش ہیں"۔

"چلو بڑی اچھی بات ہے۔۔۔۔" عمران نے احمقانہ انداز میں اطمینان ظاہر کیا۔

"کیا تم بالکل ہی احمق ہو"؟۔

"کیوں۔۔۔۔؟ کیوں۔۔۔۔"؟۔

"اتنے مطمئن کیوں ہو۔۔۔۔ اگر انہوں نے ابھی اپنی زبان بند رکھی ہے تو کیا ہمیشہ ہی ایسا رہے گا"؟۔

"پھر کیا ہوگا"؟۔

"میں نہیں جانتی"۔ میریا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران بولا۔ "میں سمجھ گیا۔۔۔۔۔ وہ تو مجھے پولیس کے حوالے کرنے کی کوشش کریں گے یا پھر بلیک میل کرنا شروع کر دیں گے۔ کیوں ہے نا یہی بات۔۔۔"؟

"بہت دیر سے سمجھے۔۔۔ لیکن میں سخت الجھن میں ہوں کیونکہ وہ سب کچھ میرے فلیٹ میں ہوا تھا، وہ دونوں مجھے بھی بلیک میل کر سکتے ہیں"۔

عمران کچھ نہ بولا۔ میریا بھی خاموش ہو گئی۔

کچھ دیر بعد عمران نے چونک کر چاروں طرف دیکھا اور اس طرح نتھنے سکوڑ کر سانس لینے لگا جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں"؟۔ میریا اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"یہ چائے کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے"؟ عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

میریا ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "اس وقت بھی خود ہی چائے بنانے کا موڈ نہیں۔ ٹھہرو۔ ریستوران سے یہیں منگوا لیتے ہیں"۔

وہ باہر چلی گئی۔ عمران صوفے کی پشت سے ٹکا چھت کی طرف دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد میریا بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

"جاؤ۔۔۔۔ تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔۔۔۔ وہ دونوں آرہے ہیں"۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سامنے والے دروازے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

" کون دونوں"؟۔

"وہی جو پچھلی رات مرنے والے کے ساتھ تھے"۔

"آہم۔۔۔۔۔۔ لیکن میں دوسرے کمرے میں کیوں جاؤں۔۔۔۔"؟

"اوہ جلدی کرو۔ بحث مت کرو"۔ اس نے اسے کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ سونے کا کمرہ تھا۔ یہاں بھی نفاست اور خوش سلیقگی نظر آئی ۔۔۔

کچھ دیر بعد اس نے گھنٹی کی آواز سنی۔ شائد وہ دونوں بیرونی دروازے پر تھے۔۔۔۔ دوسرے ہی لمحے میں کسی مرد کی آواز آئی۔ "تنہا ہو"؟۔

"ہاں۔۔۔۔ لیکن تم سے خوف زدہ نہیں ہوں"۔ میریا کی آواز آئی۔

"اوہ"۔ مردانہ آواز آئی"۔ ہم سے خائف ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ وہ تو مر ہی گیا جو ہم میں برا آدمی تھا"۔

" کیا چاہتے ہو۔۔۔۔"؟ میریا کی آواز آئی۔

"ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنی ہے۔ کیا تم ہمیں بیٹھنے کو نہیں کہو گی"؟۔

"بیٹھو۔۔۔۔ اور جلدی سے بتاؤ کیا چاہتے ہو"؟۔

"اوہو۔ اتنی بیزاری۔ آخر ہم بھی تو آدمی ہی ہیں۔۔"

"میں پھر کہتی ہوں کہ میرا وقت برباد مت کرو۔۔"

"وہ مر گیا۔۔۔۔ اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کسی اندرونی چوٹ کی کہانی سنائے گی۔۔۔"

"پھر میں کیا کروں۔۔۔"؟

"اتنی بھولی نہ بنو۔۔۔۔تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اس کی موت کے بعد تمہاری کیا پوزیشن ہو گئی ہے"۔

"میں کچھ بھی نہیں جانتی۔۔۔"

"اس آدمی کا پتہ بتاؤ جس نے اسے مارا تھا"؟۔

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔وہ میرا دوست ہے۔ لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے"۔

"چلو صرف نام ہی بتا دو۔ ہم ٹھکانہ نکالیں گے"؟۔

"ڈھونڈ کر کیا کرو گے"؟۔

"یہ بعد میں سوچیں گے"۔

"اگر تمہیں یقین ہے کہ وہ اس کی ضربات ہی کی وجہ سے مرا ہے تو پولیس کو کیوں نہیں مطلع کر دیتے۔۔۔"

"بھلا اس کے پھانسی پا جانے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔۔ ہم تو اس پر اپنا احسان جتانا چاہتے ہیں۔۔"

"یا بلیک میل کرنا چاہتے ہو"؟۔ میریا کی آواز غصیلی تھی۔

"اگر ہم اس سے اپنی کسی محنت کا معاوضہ وصول کریں تو یہ بلیک میلنگ کیوں کہلائے گی"؟۔

"کیسی محنت"؟۔

"بڑی محنت کرنی پڑی کسی راز کو راز رکھنے میں"۔

"میں خود پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دے دوں گی"۔

"اس طرح تم اپنی بھی گردن پھنساؤ گی۔۔۔ ہم ثابت کر دیں گے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے قطعی اجنبی تھے اور تم نے ہی اسے لڑنے پر اکسایا تھا۔۔۔"

"پھر کیا ہو گا۔۔۔۔"؟

"تم کم از کم سات سال کے لیے جاؤ گی۔ اعانت جرم کے سلسلے میں۔۔۔"

میریا کی آواز پھر نہ سنائی دی۔۔۔۔۔

"بولو۔۔۔ کیا چاہتی ہو۔۔۔ بتاؤ گی اس کا پتہ۔۔۔"؟

"ہرگز نہیں۔۔۔۔" میریا کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔۔۔

اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔

--------------------*---------*

شام کو عمران حسب معمول ٹیکسیوں کے اڈے پر کھڑا کسی ایسی ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا جو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب تک پہنچا دیتی۔

دفعتاً کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ چونک کر مڑا۔

"پہچانا مجھے۔۔۔"؟ پشت پر کھڑے ہوئے آدمی نے پوچھا۔

عمرا نے نفی میں سر ہلا دیا لیکن وہ اسے اچھی طرح پہچان چکا تھا۔ یہ بھی انہیں تین آدمیوں میں سے تھا جن سے میریا کے فلیٹ میں جھگڑا ہوا تھا۔۔۔

"ن۔۔۔نہیں تو۔۔۔"؟

"یاد کرو۔۔۔میریا کے فلیٹ میں تم نے ہم لوگوں سے جھگڑا کیا تھا"؟۔

"ہو سکتا ہے۔۔۔" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور پھر دوسری طرف مڑ گیا۔

"ایسے کام نہیں چلے گا دوست۔ تم نے اسے اس بری طرح مارا تھا کہ آج وہ مر گیا۔ میں اور میرا ساتھی جانتے ہیں کہ اس نے کب اور کہاں مار کھائی تھی"۔

"یقیناً جانتے ہوں گے"۔ عمران نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"مجھے تمہارا نام اور پتہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ میں اس کی اطلاع سب سے پہلے تمہارے والد۔ ڈی۔ جی رحمان کو کر دوں گا"۔

"اررر۔۔۔۔۔ن نہیں"۔ عمرا بوکھلا کر بولا۔

اس آدمی کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔

"چلو کہیں چل کر اطمینان سے گفتگو ہوگی"۔ اس نے کہا۔

"چ۔۔۔ چلو۔۔۔ " عمران ہکلایا۔

وہ قریب ہی کے ایک کیفے میں آ بیٹھے۔

عمران خاموش تھا۔ اور بڑے پائے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا دم ہی نکلا جا رہا ہو۔ چہرہ دھواں دھواں تھا۔ ہونٹ خشک اور بار بار اس طرح تھوک نگلتا تھا کہ قریب بیٹھنے والے کو ہلکی سی "ٹرچ" ضرور سنائی دیتی ہوگی۔۔

"اب تم میری مٹھی میں ہو"۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ عمران کچھ نہ بولا۔ اور وہ کہتا رہا۔ " دو صورتیں ہیں تمہارے لیے۔ پہلی صورت میں پھانسی اور دوسری صورت میں شائد مالی فائدہ بھی حاصل کرسکو۔۔۔ "

"یعنی یعنی۔۔۔ " عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہ بعد کو بتاؤں گا پہلے تم مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کرو"؟۔

"پپ۔۔۔ پولیس کو اطلاع نہ دینا۔۔۔ جو تم کہو گے وہی کروں گا"

"گڈ۔۔۔ سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔۔۔ ویسے میں تمہارے متعلق خاصی چھان بین کر چکا ہوں۔ تم بیکار ہو"۔

"بالکل۔۔۔ بالکل کہیں نوکری ہی نہیں ملتی"۔

"بہت زیادہ نہ پڑھنا چاہیے"۔

"اور کیا۔۔۔ للو پرشاد بنیے کا لونڈا انڈل پاس ہے اور دس بارہ ہزار روپے ماہوار کما رہا ہے"۔

"فکر نہ کرو۔۔۔ تم اس سے بھی زیادہ کما سکو گے"۔

"ناممکن ہے"۔

"خیر چھوڑو۔۔۔ ہاں تم میرے کہنے کے مطابق عمل کرو گے"۔

"بالکل۔۔۔ لیکن تم بھی پھر اس معاملے سے پولیس کو آگاہ نہیں کرو گے۔۔۔ "

"قطعی نہیں۔۔۔ "

اس دوران میں اس نے ویٹر کو کافی کا آرڈر دیا تھا۔ ویٹر کافی لے آیا اور خاموشی سے پیتے رہے۔۔۔ کافی ختم کرنے کے بعد اس نے فوراہی بل طلب کر لیا تھا۔ قیمت ادا کر کے وہ باہر آئے۔

پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو القاہرہ ہوٹل چلنے کو کہا۔

عمران خاموش تھا اس نے اس سے کچھ بھی نہ پوچھا۔ چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حماقت طاری تھی۔

القاہرہ پہنچ کر وہ ہال میں داخل ہوئے۔

" کیا پیو گے "؟۔ ساتھی نے پوچھا۔

" ابھی تو کافی پی چکے ہیں "؟ عمران نے جواب دیا۔

" کون سی پیتے ہو "؟۔

"بغیر دودھ والی۔۔۔ "

" کیا مطلب۔۔۔ "؟

"بغیر دودھ کی چائے مجھے زیادہ پسند ہے۔۔۔ لیموں نچوڑ کر پیتا ہوں۔۔۔ "

"میں اسکاچ اور سوڈا کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ "؟

"شراب، ارے باپ رے۔۔۔ "عمران اچھل کر بولا۔ نہیں"۔

پھر اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے اندازہ کر رہا ہو کہ کسی نے ان کی گفتگو سنی تو نہیں۔۔۔ "

"نہیں پیتے۔۔۔ "؟

" ارے توبہ توبہ" عمران منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "خدا محفوظ رکھے"۔

"خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ " وہ ہنس پڑا۔ پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر ایک جانب دیکھنے لگا۔

عمران نے بھی اس کی تقلید کی۔ توجہ کا مرکز۔۔۔ ایک نیگرو تھا۔۔۔ راکی ماما۔۔۔ فیاض نے اسے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ راکی ماما دوبارہ القاہرہ میں واپس آ گیا ہے۔ اور اب باقاعدہ طور پر اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔۔۔

"اس گینڈے کو دیکھ رہے ہو۔۔۔ "؟ ساتھی نے عمران سے پوچھا۔

"لاجواب ہے"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

"تمہیں اس کی نگرانی۔۔۔ کرنی ہے۔ یہیں رہتا ہے۔۔۔"

"یعنی کہ۔۔۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔"

"میں جانتا ہوں کہ اس کی نگرانی شاید پولیس بھی کر رہی ہے۔ اور تمہارا وہ دوست پولیس آفیسر۔۔۔ کیا نام ہے ۔۔۔ اوہ کیپٹن فیاض۔۔۔ وہ بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔

لیکن تم اسے میرے متعلق کچھ بھی نہیں بتاؤ گے۔۔۔۔۔ اگر ایسی غلطی کی تو اس کا انجام بہت برا ہوگا۔۔۔۔۔۔ اتنا برا کہ تم کسی کو اپنی شکل دکھانا پسند نہیں کرو گے۔۔۔"

"ارے یار کیسی باتیں کرتے ہو۔۔۔ میں احمق تھوڑا ہی ہوں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارا نگرانی سے مراد کیا ہے"؟۔

"یہ دیکھو کہ یہ کس سے ملتا ہے اور اس سے کون ملنے آتا ہے"۔

"ملنے والوں کے نام وام بھی معلوم کرنے ہوں گے"؟۔

"قطعی۔۔"

"میرے بس سے باہر ہے۔۔۔ پچاس آدمیوں کا کام تم مجھ سے لینا چاہتے ہو"؟۔

"اچھی بات ہے تم صرف اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھو اور روزانہ مجھے اس کے متعلق رپورٹ دو"۔

"مگر تم ملو گے کہاں۔۔"؟

"میریا والے دفتر میں۔۔۔"

"نام کیا ہے تمہارا۔۔۔"؟

"نادر بیگ"۔

"اچھا تو کیا یہ بیگم بیگ ہی سے بنا ہے"؟۔

"میں نہیں جانتا"۔ وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔ "یہ کہاں کی بات نکال لی"؟۔

"بس یونہی نکل آئی۔ میں اکثر سوچتا ہوں۔۔۔۔ اچھا یہ تو بتاؤ اس کام میں مالی فائدہ کیسے ہوگا۔۔۔ تم نے ابھی کہا تھا نا۔۔۔"؟

"اس میں مالی فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔مالی فائدہ کی بات پھر بتاؤں گا۔۔۔"

"نگرانی کرنے کے سلسلے میں اخراجات بھی تو ہوں گے۔۔میں پھکو قسم کا آدمی ہوں۔۔۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔۔"

"کمال ہے۔۔۔۔ارے یار مطلب یہ ہے کہ۔۔۔۔مسٹر نادر بیگ میری جیب بالکل خالی ہے۔ اگر یہ ابھی اٹھا اور باہر نکل کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا تو کیا میں اس کے پیچھے سرپٹ دوڑتا چلا جاؤں گا۔ کم از کم ٹیکسی کا کرایہ تو جیب میں ہونا ہی چاہئے"۔

"ہوں"۔ وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔ "اگر میں تمہاری راز کی قیمت مقرر کر دیتا تو۔۔۔۔"؟

"تب میں تم سے کہتا کہ شوق سے پولیس کو مطلع کر دو۔۔۔۔اور کیا۔ مفلسی کی زندگی سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ مجھے پھانسی پر لٹکا دیں۔۔۔"

وہ تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر جیب سے پرس نکال کر دس دس کے کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "پائی پائی کا حساب لے لوں گا۔۔"

"یہ پکی بات ہے۔۔۔۔" عمران نے نوٹ جھپٹ کر جیب میں رکھ لیے۔

"آج کی رپورٹ کل بارہ بجے دن میں لوں گا۔ تھری نائین ڈبل ناٹ فور پر رنگ کر کے معلوم کر لینا کہ میں دفتر میں موجود ہوں یا نہیں۔ پھر وہیں چلے آنا۔۔نادر بیگ نام ہے۔۔۔بھولنا نہیں۔۔۔"

"نہیں بھولوں گا۔۔۔۔۔۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

پھر نادر بیگ نے اپنے لیے اسکارچ اور سوڈا منگوایا۔ عمران نے تو کچھ پینے سے پہلے ہی انکار کر دیا تھا۔۔۔

عمران نے کھنکیوں سے راکی مامبا کی طرف دیکھا جو اپنی میز پر تنہا تھا اور وہ بھی شراب ہی پی رہا تھا۔ کبھی کبھی بجھا ہوا سگار بھی سلگانے لگتا۔

نادر بیگ زیادہ دیر تک نہیں بیٹھا۔۔۔۔۔۔عمران اب بھی اسی میز پر جما ہوا تھا۔ اور اب تو اسے نظر انداز کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا کیونکہ ایک نئے آدمی نے راکی مامبا سے اپنا کسی قسم کا تعلق ظاہر کیا تھا اور آدمی بھی کیسا جو خود اسے بھی بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔

پھر راکی ماما بھی کچھ دیر بعد اٹھ گیا لیکن وہ باہر جانے کی بجائے اوپری منزل کی طرف جا رہا تھا۔

عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا کمرہ اوپر کی ہی منزل پر ہے۔۔۔

وہ کچھ دیر اور بیٹھا رہا اور پھر باہر آیا تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ تھا۔ وہاں سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کیے وہ آفس میں نہیں ملا۔ پھر گھر کے نمبر ملائے دوسری طرف سے فیاض کی بیوی نے اسے اطلاع دی کہ فیاض ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل سکے گا۔

کلب پہنچ کر اس نے ڈائننگ ہال کا رخ کیا۔ فیاض ایک میز پر دکھائی دیا لیکن تنہا نہیں تھا۔ ایک عورت بھی تھی اس کے ساتھ۔ خاصی قبول صورت تھی۔ عمر بیس اور پچیس کے درمیان رہی ہو گی۔ سادہ بنفشی ساڑھی میں ملبوس تھی۔۔۔

عمران سیدھا میز کی طرف چلا گیا۔۔۔

"اوہ۔۔۔" فیاض نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "تم ہو، بیٹھو بیٹھو۔۔۔۔۔"

عمران نے محسوس کیا جیسے عورت بھی کچھ مضطرب سی نظر آنے لگی ہو۔۔۔

فیاض پھر عورت ہی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے عمران کی کوئی اہمیت نہ رہی ہو۔

عمران نے موسم کی خرابی کا رونا روتے ہوئے اسی میز پر ایک کرسی سنبھال لی۔

"فیاض کہہ رہا تھا۔ زندہ رہنے کی خواہش ہی دراصل بنیادی چیز ہے۔۔۔ اور۔۔۔۔۔"

"بالکل بالکل" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور پھر اس کے بعد اس نے فیاض کو کوئی جملہ پورا کرنے نہیں دیا۔ ہر بات کو بیچ ہی سے لے اڑتا اور فیاض تاؤ کھاتا رہ جاتا۔۔۔

عورت عمران میں بیحد دلچسپی لے رہی تھی۔ یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب فیاض کی آواز ہی نہ سننا چاہتی ہو۔۔۔۔

آخر فیاض تنگ آ کر عمران سے پوچھ ہی بیٹھا کہ وہ وہاں کیوں آیا ہے۔۔۔۔؟

" کئی سال گزرے" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جب یہاں پہلے پہل آیا تھا تب سے اب تک برابر آ رہا ہوں۔۔۔۔۔"

"تو اسی میز پر مرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی"؟ فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے" عمران کی مسکراہٹ معنی خیز تھی۔

"آپ کی تعریف"؟۔ عورت پوچھ بیٹھی۔

" کوئی خاص تعریف نہیں "۔ فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

عورت اس انداز میں عمران کی طرف دیکھے جا رہی تھی جیسے اس کی تعریف خود اسی کی زبان سے سننا چاہتی ہو۔

"میں علی عمران ہوں۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ہوں"۔

" مجھے مسز بیگ کہتے ہیں"۔ عورت دلآویز انداز میں مسکرائی۔ لیکن آپ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کیوں ہیں"؟۔

"میں خود بھی اکثر یہی سوچتا ہوں"۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر فیاض کی طرف دیکھ کر بولا۔ "مجھ یہ دوستی زیادہ پرانی نہیں معلوم ہوتی"؟۔

"آپ کا خیال درست ہے جناب"۔ عورت بولی۔ "ہم ابھی حال ہی میں ملے ہیں"۔

اس نے اپنا وینٹی بیگ کھول کر چھوٹا سا گول آئینہ نکالا اور لپ اسٹک ہونٹوں کے کناروں کو ٹچ کرنے لگی۔۔۔

عمران متحیرانہ انداز میں اس تصویر کو گھور رہا تھا جو آئینے کی پشت پر لگی ہوئی تھی اور یہ تصویر تھی نادر بیگ کی۔ اس بلیک میلر کی جس نے اسے راکی ماما کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے پر آمادہ کیا تھا۔

مسز بیگ۔۔۔ اس نے سوچا۔ کیا یہ اسی نادر بیگ کی بیوی ہے؟ پھر فیاض سے اس کی دوستی کیا معنی رکھتی ہے؟ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھتا رہا۔ اس نے آئینہ اور لپ اسٹک وینٹی بیگ میں ڈال لیے۔ عمران سوچ رہا تھا یہ بھی عجیب اتفاق ہے۔ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اسی وقت آئینہ نکال کر میک اپ درست کرتی اور وہ اس کی اصلیت سے واقف ہو جاتا۔۔۔۔۔۔

وہ منہ چلاتا ہوا فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

دفعتاً ہال ہی کے کسی گوشے سے ایک چیخ ابھری۔۔۔ کسی بلی کی چیخ۔۔۔ اور چاروں طرف گہری تاریکی پھیل گئی۔ ہال کا ایک بلب بھی روشن نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔۔ دوسرے ہی لمحے میں عمرا کا ہاتھ عورت کے وینٹی بیگ پر پڑا جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہوئی تھی لیکن پہلے ہی جھٹکے میں وہ اس کے ہاتھ سے نکل آیا۔

"ارے ارے۔۔۔" عورت کی آواز دوسرے شور پر بھاری معلوم ہوئی۔۔۔

" کیا ہے ۔۔۔ کیا بات ہے ۔۔۔۔ "؟ فیاض غرایا۔۔

"میرا بیگ ۔۔۔۔ " عورت چیخی۔

" کیا ہوا ۔۔ " ؟

" کوئی لے گیا ۔۔۔ " عمران نے اسی کی آواز سنی۔ وہ نکاسی کے دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

برآمدہ بھی تاریک ہی ملا۔ لیکن وہ ٹٹولتا ہوا پام کے اس بڑے گملے تک پہنچ ہی گیا جو ایک ستون سے لگا رکھا تھا۔ اس نے عورت کا وینٹی گملے اور ستون کے درمیانی خلا میں ٹھونس دیا۔

اب وہ پھر ہال میں داخل ہو رہا تھا ۔۔۔ اندازے سے فیاض کی میز کی جانب چل پڑا۔ متعدد نامعلوم آدمیوں سے ٹکراتا ہوا وہ ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جہاں سے ان دونوں کی آوازیں بخوبی سن سکتا ۔۔۔۔

فیاض برابر ہانک لگائے جا رہا تھا۔ "خبردار کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے ۔۔۔ پولیس"۔

اور عورت چیخی جا رہی تھی۔ "میرا بیگ ۔۔۔ میرا بیگ"۔

"خاموش بھی رہیئے محترمہ"۔ فیاض غرایا۔ " کیا اس میں کوئی بڑی رقم تھی"؟۔

"ہاں ہاں بڑی رقم تھی ۔۔۔ میرا بیگ"۔

سبھی شور مچا رہے تھے ۔۔۔ اور کوئی بہت اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔ " روز ہی یہی ہوتا رہتا ہے۔ کلب بھٹیار خانہ بن کر رہ گیا ہے"۔

"بالکل بالکل"۔ عمران نے ہانک لگائی۔

" اوہ ۔۔۔ تو آپ موجود ہیں"۔ عمران نے فیاض کی آواز سنی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے یہ جملہ دانت پیستے ہوئے ادا کیا گیا ہو ۔۔۔

کچھ دیر بعد پھر روشنی ہو گئی۔ اور کوئی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ معذرت طلب کر رہا تھا۔ " خواتین و حضرات ہمیں بیحد افسوس ہے کہ لائین میں خرابی واقع ہو جانے کی بنا پر آپ کو تھوڑی دیر اندھیرے میں رہنا پڑا"۔

عمران نے مسز بیگ کی طرف دیکھا۔ وہ برسوں کی بیمار نظر آنے لگی تھی ۔۔۔ چہرہ ستا ہوا تھا لیکن روشنی ہو جانے کے بعد اس نے اپنے بیگ کا نام تک نہ لیا تھا۔

"اوہ آپ کا بیگ ۔۔۔۔ "فیاض چونک کر بولا لیکن وہ صرف نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"جانے دیجیے، اب کیا ہو سکے گا"۔ وہ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی سی آواز میں بولی۔

"کتنی رقم تھی"؟۔

"کوئی خاص نہیں ۔۔۔۔ لیکن ماضی کی کچھ یادوں سے ضرور محروم ہو گئی۔ بیحد قلق ہے مجھ کو ۔۔۔۔"

"ماضی کی یادیں؟۔ میں نہیں سمجھا"؟۔

"چند سہیلیوں کے خطوط اور ان کے تصاویر"۔

عمران نے اس طرح ٹھنڈی سانس لی جیسے ان سہیلیوں سے اس سے بھی بڑے اچھے تعلقات رہے ہوں۔

"آپ باقاعدہ رپورٹ درج کرائیے"۔ فیاض بڑبڑایا۔ "اب یہ کلب شریفوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی ۔۔۔۔"

"شریف عموماً یہاں کھڑے رہتے ہیں"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

"خاموش رہو"۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

"اوہ ۔۔۔ اب مجھے چلنا چاہیے"۔ عورت اٹھتی ہوئی بولی۔

"تو پھر بیگ کے لیے کیا کیا جائے"؟۔ فیاض نے پوچھا۔

"جو آپ مناسب سمجھئے"۔ اس نے کہا۔ "اور شب بخیر کہتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران فیاض کو آنکھ مارتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "خاصے تیز رفتار معلوم ہوتے ہو ۔۔۔"

"اسی میز پر آ مرنے کی کیا ضرورت تھی"؟۔ فیاض نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"پھر کہاں جاتا"؟۔

"فیاض کچھ نہ بولا ۔۔۔ برا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"اس لاش کا کیا رہا جو راجہ ڈکسن کے یہاں ملی تھی"؟ عمران نے پوچھا۔

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق کوئی اندرونی چوٹ اس کی موت کا باعث بنی ہے"۔

"معدے میں پائی جانے والی چیزوں کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا تھا یا نہیں ۔۔۔۔"؟

"پتہ نہیں ۔۔۔ "فیاض نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ لیکن اس لاش سے تمہیں کیا سروکار"؟۔

" کچھ نہیں یونہی ۔۔۔۔۔۔ وہ میریا کے آفس میں کام کرتا تھا ۔۔۔۔۔۔ میریا نے مجھے اس حادثے کے متعلق بتایا تھا ۔۔۔

دفعتاً پھر شور سنائی دیا اور ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ صدر دروازے کی طرف متوجہ ہو گئے ۔۔۔

" کیا قصہ ہے ۔۔۔ " ? فیاض نے ایک ویٹر کو مخاطب کیا جو صدر دروازے ہی کی طرف سے ان کی طرف آ رہا تھا ۔۔۔

" پھر لاش جناب ۔۔۔۔۔ "

" کہاں ۔۔۔ " ? فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔

" برآمدے میں جناب ۔۔۔ وہ کوئی حبشی ہے ۔۔۔ "

فیاض برآمدے کی طرف جھپٹا ۔ عمران پہلے ہی دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا ۔۔ بائیں جانب برآمدے کے سرے پر لوگوں کی بھیڑ نظر آئی ۔

" براہ کرم یہاں سے ہٹ جائیے " ۔ فیاض نے بلند آواز میں کہا ۔

کئی لوگوں نے مڑ کر غصیلے انداز میں اس کی طرف دیکھا لیکن منیجر کے رویے کی بنا پر انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ مخاطب کرنے والا ایک آفیسر ہے ۔ مقتول فرش پر اوندھا پڑا تھا ۔ بائیں کنپٹی سے خون بہہ کر چاروں طرف پھیل گیا تھا اور یہ کوئی نیگرو ہی تھا ۔

عمران کے ذہن میں ایک شبہے نے سر ابھارا ۔۔۔۔ لیکن پھر جیسے ہی آگے بڑھ کر اس نے لاش کا بغور جائزہ لیا ۔ خیال بدل دینا پڑا ۔ وہ تھا تو کوئی نیگرو ہی لیکن راکی مامبا نہیں تھا ۔

فیاض نے لاش سیدھی نہیں کی تھی ۔ یونہی جھکا ہوا زخم کا جائزہ لے رہا تھا ۔۔ تھوڑی دیر بعد سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا ۔۔۔ " گولی بہت قریب سے ماری گئی ہے " ۔

" لیکن فائر کی آواز " ? عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا ۔

" بے آواز ریوالور ۔۔۔ "

قریبی تھانے کو فون کیا گیا ۔۔۔ فیاض نے اپنے محکمے کے مختلف شعبوں کے ماہرین کو بھی طلب کیا ۔۔۔

عمران کا ذہن مسز بیگ کے وینٹی بیگ میں الجھا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے اسے وہاں سے نکالا۔ اور پھر اس کے چہرے پر تحیر آواز آثار ابھر آئے ۔۔۔۔۔ وہ اتنا وزنی تو ہر گز نہیں تھا۔۔۔۔۔

ہیڈ بیگ اٹھائے ہوئے وہ باتھ روم کی طرف جھپٹا۔

اور پھر جب وہ ہینڈ بیگ کھلا تو اسے بیساختہ ہنسی آ گئی کیونکہ وہ ریت اور کوڑے کباڑ سے لبریز تھا نتو وہ آئینہ ہی مل سکا جس کی پشت پر اس نے نادر بیگ کی تصویر دیکھی تھی اور نہ کوئی دوسری چیز ۔۔۔۔

اس نے جیب سے رومال نکال کت وینٹی بیگ کا ہینڈل صاف کیا اسے یقین تھا کہ ہینڈل کے علاوہ اور کہیں اس کی انگلیوں کے نشانات نہ پائے جا سکیں گے۔

وینٹی بیگ کو وہیں اسی حالت میں چھوڑ کر باہر آ گیا۔

ہال میں قریبی تھانے کا انچارج موجود تھا۔ فیاض کے محکمے کے لوگ بھی آ گئے تھے۔ لاش کی تصاویر لی جا رہی تھیں۔

عمران خاموشی سے ان کی مشغولیات کا جائزہ لیتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کانسٹیبل مسز بیگ والا وینٹی بیگ لیے ہوئے وہاں آ پہنچا اس میں اب بھی کوڑا کباڑ موجود تھا۔۔۔۔

فیاض نے بھی اسے دیکھا اور عمران کو مخاطب کر کے بولا۔ " کیا خیال ہے یہ مسز بیگ ہی کا ہو سکتا ہے۔۔۔"؟

"ہاں غالباً یہ اسی کا ہے۔۔۔ کہاں ملا"؟ عمران نے پوچھا۔

" کانسٹیبل کے بیان کے مطابق۔۔۔۔ باتھ روم میں۔۔۔"

"لیکن یہ کوڑا کباڑ۔۔۔۔۔"؟

"چور کی ستم ظریفی۔۔۔۔۔ خالی کر کے یہ سب کچھ ٹھونس گیا۔۔۔۔"

"جینئس تھا۔۔۔۔۔"

" سمجھ میں نہیں آتا یہ کیسا چکر چل پڑا ہے"۔ فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ " سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ دو وارداتیں تو یہیں ہو چکیں"۔

" اور دوبار یہاں بلی کی چیخیں بھی سنی گئی ہیں"۔ عمران تشویش کن لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔"؟

"اور ہر بار اندھیرے سے سابقہ پڑا تھا"؟۔

"کیا بک رہے ہو۔۔۔"؟

"کچھ بھی نہیں، تم یہ بتاؤ کہ یہ مسز بیگ۔۔۔"؟

"فضول باتیں مت کرو۔۔۔" فیاض نے اسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"میں یہ ضرور پوچھوں گا سوپر فیاض کہ اس سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہوئی تھی"؟۔

"مقصد۔۔۔"؟ فیاض نے آنکھیں نکالیں۔۔۔۔

"ظاہر ہے کہ وہ مقصد ہرگز نہ ہوگا جس کے تحت تم اس سے ملتے رہے ہو۔۔۔"

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔" فیاض دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔

"بڑے خسارے میں رہو گے۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں"۔

فیاض رک گیا۔۔۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ "یہیں ملاقات ہوئی تھی۔۔۔۔ میں باہر جا رہا تھا اور اس کی گاڑی پھاٹک پر کھڑی تھی۔ کوئی خرابی واقع ہوئی تھی اس میں۔۔۔ اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

"اس کی گاڑی۔۔۔۔"؟ عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں کیوں، بہر حال میں نے ان کی مدد کی تھی۔ اس کے بعد سے یہیں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔۔۔"

"اگر وہ گاڑی رکھ سکتی ہے تو پھر تمہیں تو کم از کم ہوائی جہاز رکھنا چاہیے"۔

"میں نہیں سمجھا۔۔۔"؟

"اس کا شوہر زیادہ سے زیادہ دو ڈھائی سو روپے ماہوار کا ملازم ہوگا"۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ تم اس کے شوہر کو کیا جانو"؟۔

"تم تو بیوی کو جانو اور میں شوہر کو بھی نہ جانوں۔۔۔ کیا بات ہوئی"؟۔

پھر اس نے فیاض کو آئینے والا واقعہ بتایا۔۔۔ اور فیاض حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "یہ ضروری نہیں کہ وہ اس اس کا شوہر ہی ہو۔۔۔"

"میں اس کے لیے کوئی منطقی دلیل تو نہیں رکھتا" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن چھٹی حس"۔

"چھٹی حس"۔ فیاض کا قہقہہ بے حد زہریلا تھا۔ "ہم کوئی جاسوسی ناول اسٹیج نہیں کر رہے"۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "کیا تم اس کا گھر جانتے ہو۔ ۔ ۔"؟

"نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"اچھا تو پھر اب اس کے متوقع شوہر کے متعلق کچھ سنو۔ ۔ ۔"

"کان نہ کھاؤ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج کل تم ضرورت سے زیادہ بور کر رہے ہو"۔

"ٹھہرو" عمران اٹھ کر شراب کے کاونٹر پر آیا۔ یہاں فون پر میریا کے نمبر ڈائیل کیے دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا۔ بولنے والی میریا ہی تھی۔ ۔ ۔

"میں عمران ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاؤڈو یوڈو۔ ۔ ۔ ۔"؟

"او کے۔ ۔ ۔ ۔ شکریہ۔ ۔ ۔ ۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ ۔ ۔ ۔"؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"گھر سے۔ ۔ ۔ ۔ ارے اس کا نام کیا ہے۔ ۔ ۔ جس کا ساتھی مر گیا"؟۔

"کیوں اس کے نام کی ضرورت کیوں پیش آئی"؟۔

"وہ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔ شائد کچھ رقم اینٹھنا چاہتا ہے"۔

"تو پھر تم کیا کرو گے۔ ۔ ۔"؟

"کچھ سوچوں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم اس کا نام بتاؤ۔ ۔ ۔"؟

"نادر بیگ۔ ۔ ۔"

"وہ کہاں رہتا ہے"؟۔

"یہ میں نہیں جانتی، آفس ہی میں معلوم ہو سکے گا۔ ۔ ۔"

"تو پھر کب معلوم ہو سکے گا۔ ۔ ۔"؟

"اس وقت تو قطعی ناممکن ہے۔ کل بتاؤں گی۔ ۔ ۔ تم کب آ رہے ہو۔ ۔ ۔"؟

"کل۔ ۔ ۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب وہ منیجر کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ فیاض جہاں تھا وہیں رہا۔

" ابھی تک پولیس والے وہاں موجود تھے اور مختلف قسم کی کارروائیاں جاری تھیں۔ منیجر کا کمرہ عمران کو خالی ہی ملا۔ وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گیا۔ اسے توقع تھی کہ منیجر کی واپسی جلد نہ ہو سکے گی۔۔۔۔

اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی پھر میز پر رکھے ہوئے رجسٹر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ پھر رجسٹر مل ہی گیا جس کی تلاش تھی۔ یہ مستقل ممبروں کا رجسٹر تھا۔۔۔۔ چونکہ ممبروں کے نام حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیئے گئے تھے۔ اس لیے کسی مسٹر بیگ کا صفحہ تلاش کر لینے میں دیر نہ لگی۔ اندازے کے مطابق وہ مستقل ممبر ہی ثابت ہوئی تھی۔ پتہ بھی اسی صفحے پر موجود تھا۔۔۔۔

عمران نے اس کا پتہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے رجسٹر پھر اسی طرح رکھ دیئے جیسے رکھے ہوئے تھے اور منیجر کے کمرے سے نکل آیا۔

اب وہ پھر ڈائننگ ہال کی طرف جا رہا تھا۔ فیاض کو جہاں چھوڑ کر گیا تھا وہیں پایا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار اب اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔۔۔

" کیا یہاں تمہاری موجودگی ضروری ہے "؟ عمران نے اس سے پوچھا۔

" کیوں۔۔۔ "؟

" کچھ کام کریں گے "۔

"پوری بات کیا کرو۔ الجھن ہونے لگتی ہے "۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

" اس کا وینٹی اس تک پہنچا دیں تو کیسی رہے گی۔۔۔۔۔ "؟

" میں کہہ چکا ہوں کہ اس کا گھر نہیں جانتا۔۔ "

" میں تو جانتا ہوں۔۔۔ "

" بکواس نہ کرو۔۔۔ "

" اگر اس کے گھر تک نہ پہنچا دوں تو گردن اڑا دینا۔۔ "

" چلو۔۔۔ "

"بیگ تو لے لو۔۔۔ لیکن کوڑا کباڑ ویسا ہی بھرا رہنے دینا"۔

فیاض نے ایک کانسٹیبل کو اشارے سے بلا کر وینٹی بیگ لانے کو کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کمپاؤنڈ میں آئے۔ فیاض نے موٹر سائیکل سنبھالی اور عمران پیچھے کیریر پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "ٹمپل روڈ"۔

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ اگر تمہیں ناکامی ہوئی تو بہت بری طرح پیش آؤں گا"۔

"چلو بھی یار۔۔۔۔۔ "عمران اس کی پیٹھ پر دھپ رسید کرتا ہوا بولا۔

"موٹر سائیکل کمپاؤنڈ سے نکل کر سڑک پر ہولی۔

"ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت۔۔۔۔ تیسرا فلیٹ۔۔۔ گراؤنڈ فلور۔۔۔ "عمران نے چیخ کر کہا لیکن موٹر سائیکل کے شور پر اس کی آواز حاوی نہ ہو سکی۔

ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت کے سامنے پہنچ کر عمران نے فیاض کی پشت پر ہاتھ رکھ مار کر کہا۔ "روکو۔۔۔"

"میں پھر کہتا ہوں۔۔۔ "فیاض نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ کہیں کوئی حماقت نہ کر بیٹھنا"۔

"جو کچھ بھی کروں گا اپنی ذمہ داری پر۔ تم مطمئن رہو"۔

موٹر سائیکل سے اتر کر عمران عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھا۔ فیاض نے فوراً ہی اس کا ساتھ نہیں دیا۔

گراؤنڈ فلور پر تین فلیٹ تھے۔ لیکن کسی پر بھی مسز بیگ کے نام کی تختی نظر نہ آئی۔ اتنی دیر میں فیاض بھی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔"؟ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

عمران نے تینوں فلیٹوں کی نیم پلیٹس پر جیبی ٹارچ کی روشنی ڈالی۔

"یہاں تو کسی بھی بیگ کا نام نہیں ہے"۔ فیاض بڑبڑایا۔

"ہو سکتا ہے کسی کے ساتھ رہتی ہو۔۔۔۔ "عمران نے کہا اور تیسری فلیٹ کی ڈور بل کے سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی کی گونج سنائی دی۔۔۔ اور پھر جلدی ہی دروازہ بھی کھلا۔ دروازہ کھولنے والا ایک معمر آدمی تھا۔۔۔۔ چہرے پر گھنی سفید داڑھی تھی۔۔۔۔ اور آنکھوں پر کسی قدر تاریک شیشوں کی عینک۔۔۔۔۔

"فرمائیے"؟۔ اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"کیا مسز بیگ تشریف رکھتی ہیں۔۔۔۔"؟

"جی ہاں۔۔۔۔" اس کا لہجہ اب بھی ویسا ہی خشونت آمیز تھا۔

فیاض نے اپنا وزیٹنگ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"اندر تشریف لائیے"۔ اس نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

وہ ایک چھوٹے سے سیٹنگ روم میں آئے۔۔۔۔۔ بوڑھا انہیں بیٹھنے کو کہتا ہوا اندر چلا گیا۔ عمران اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ عمران کے چہرے پر گہری حماقت انگیز سنجیدگی طاری تھی۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن اندر سے نہ تو کوئی آیا اور نہ کسی قسم کی آواز ہی سنائی دی۔۔۔۔۔

دفعتاً عمران نے چونک کر گھڑی پر نظر ڈالی اور منہ چلا کر بولا۔ "اب اتنی دیر بعد یاد آیا ہے کہ میں نے اسے کہاں دیکھا تھا"۔

"کسے"؟۔

"اسی بوڑھے کو جو ہمیں یہاں بٹھا کر گیا ہے"۔ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "آؤ۔۔۔۔ ہمیں خود دیکھنا چاہئے کہ مسز بیگ لباس تبدیل کرنے میں کتنا وقت صرف کرتی ہیں"۔

"بیٹھو، کیا بیہودگی ہے"؟۔ فیاض جھلا کر بولا۔

"خیر۔۔۔۔ دو تین منٹ اور دیکھ لو۔۔۔۔"

"تم اس بوڑھے کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے۔۔۔۔"؟ فیاض نے اس کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔

"میرا دعوی ہے کہ وہ تصدق صدیق کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا"۔

"کیا"؟۔ فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو۔۔۔۔ بیٹھو"۔ عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھاتا ہوا بولا۔ "کیونکہ ساتھ ہی یہ دعوی بھی رکھتا ہوں کہ اب وہ اس عمارت میں نہ مل سکے گا"۔

"تم یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تصدق ہی تھا۔۔۔"؟

"چلنے کا مخصوص انداز۔۔۔۔اور پیشانی کی بناوٹ۔۔۔۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا"؟۔ فیاض اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

"بات ذرا دیر میں سمجھ آئی" ۔ عمران نے کہا لیکن وہیں بیٹھا رہا۔ فیاض کے ساتھ اندر نہیں گیا۔

کچھ دیر بعد فیاض بوکھلا کر واپس آیا۔۔۔۔

"لل۔۔۔۔۔لاش"۔ وہ ہانپتا ہوا ہکلایا۔

"کس کی۔۔۔۔"؟ عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"مسز بیگ کی۔۔۔وہ یقیناً۔۔۔۔تصدق۔۔۔۔"

فیاض جملہ پورا کئے بغیر پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

-------------------*-------*

مسز بیگ فرش پر چت پڑی ہوئی تھی۔ منہ کھل گیا تھا۔ اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں جیسے گلا گھونٹنے والے کو حیرت اور خوف سے دیکھتے ہوئے دم توڑا ہو۔

"لیکن وہ غائب کہاں ہو گیا"؟۔ فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

اور پھر کسی ایسے راستے کی تلاش شروع ہوئی جس کے ذریعے بوڑھے کو فرار ہونے میں مدد ملی ہو۔

عمران کا خیال غلط ثابت نہیں ہوا۔ عمارت کی پشت پر گلی تھی اور اس فلیٹ کا ایک دروازہ ادھر بھی کھلتا تھا۔

دروازہ کھلا ہوا ہی ملا۔ گلی سنسان پڑی تھی۔

وہ پھر واردات والے کمرے میں واپس آئے۔ فیاض کے چہرے پر بے بسی طاری تھی۔ دفعتاً وہ عمران کی طرف مڑا اور بولا۔

"آخر تم کیا سوچ کر مجھے یہاں لائے تھے"؟۔

"اس حد تک نہیں سوچا تھا کہ وہ کسی سوال کا جواب دینے کے قابل نہ رہ گئی ہوگی"۔

"تمہیں یک بیک پتہ کیسے معلوم ہوگیا تھا"؟۔

نہایت آسانی سے۔۔۔چونکہ وہ کلب کی مستقل ممبر تھی اس لیے ممبروں کے رجسٹر میں اس کا نام اور پتہ موجود تھا"۔

"تم نے کیسے یقین کرلیا تھا کہ وہ مستقل ممبر ہوگی"؟۔

"کافی جدوجہد کرنے کے بعد۔۔۔"

"یعنی۔۔۔۔۔"؟

"رجسٹر میں نام اور پتہ تلاش کرنے کے بعد" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"تم بہکی بہکی باتیں نہ کرو۔۔۔۔۔۔ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔"؟

"اس کا وینٹی بیگ کیوں خالی کیا گیا تھا۔ اور پھر قتل کیوں کردی گئی۔۔۔"

"فیاض نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران صوفے کے قریب رکھی ہوئی چھوٹی میز کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔۔۔ایش ٹرے کو میز پر الٹ دیا۔ جلی ہوئی سگرٹوں کے کئی ٹکڑے گر پڑے۔۔۔۔عمران انہیں اٹھا اٹھا کر غور سے دیکھتا رہا۔ ایک کمیاب غیر ملکی سگریٹ کے ٹکڑے تھے۔ وہ سوچنے لگا اس سے پہلے کب اور کہاں ایسے ہی ٹکڑے نظر سے گذرے تھے۔۔۔اسے میریا کے فلیٹ میں وہ رات یاد آئی جب اس کا ٹکراو دو خطرناک آدمیوں سے ہوا تھا۔۔۔اس نے وہاں ایش ٹرے میں ایسے ہی ٹکڑے دیکھے تھے۔ جن پر لپ اسٹک کے نشانات نہیں تھے۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو۔۔"؟ فیاض نے اسے مخاطب کیا۔

"اوں۔۔۔" وہ چونک کر بولا۔ "کچھ نہیں۔۔۔۔۔"

"یہاں۔۔۔۔فون نہیں ہے شاید۔ تم یہیں ٹھہرو۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں"۔ فیاض نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے چلے جانے کے بعد عمران نے کمرے کے ایک ایک چیز کا جائزہ لینا شروع کیا۔ ڈریسنگ الماری میں مردانہ ملبوسات بھی نظر آئے۔ جس کا مطلب تھا کہ مسز بیگ وہاں تنہا نہیں رہتی تھی۔ مردانہ جوتے بھی ملے۔۔۔

لیکن ایسا کوئی واضح ثبوت نہ مل سکا جس سے مسز بیگ اور راجر ڈکسن والے نادر بیگ کا رشتہ ظاہر ہو سکتا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد فیاض واپس آ گیا۔۔۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔۔۔۔ لیکن میں اندھیرے میں ہوں"۔ وہ عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔ "اور اس آدمی کو پہچان لینے کے باوجود بھی تم نے نکل جانے دیا۔۔۔"؟

"مت بور کرو۔۔۔۔" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔۔۔

"میں اپنی رپورٹ میں اس لاش کے متعلق کیا لکھوں گا۔۔۔"؟

"آسان نسخہ ہے"۔ عمران اس کی طرف مڑے بغیر بولا۔ "کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت میں ایک لاش ہے۔۔۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم یہاں کس توقع پر آئے تھے۔۔۔"؟

"یار کیوں کان کھا رہے ہو۔۔۔ ارے ہم اس کا وینٹی بیگ واپس کرنے آئے تھے"۔

"اور اس کے شوہر کا کیا قصہ تھا"؟۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"صبح بتاؤں گا۔۔۔" عمران بڑبڑایا۔

فیاض اپنے محکمے کے فوٹوگرافروں کا منتظر تھا۔

---------------------*--------*

دوسرے دن دفتری وقت کے مطابق عمران راجر ڈکسن کے آفس میں جا دھمکا۔ سب سے پہلے تو اس نے باہر بیٹھے ہوئے چپراسی سے اس طرح معانقہ کیا جیسے کسی بچھڑے ہوئے عزیز سے عرصہ دراز کے بعد ملاقات ہوئی ہو۔۔۔۔

اس بیچارے نے بوکھلا کر صرف دانت نکال دیئے تھے۔

بمشکل تمام وہ عمران سے معلوم کر سکا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اور پھر اس نے بصد احترام اس کو نادر بیگ تک پہنچا دیا۔

"السلام علیکم۔۔۔۔" عمران نے خالی الذہن آدمی کے سے انداز میں بآواز بلند ہانک لگائی۔

"وعلیکم السلام" ۔نادر بیگ اسے گھورتا ہوا بولا۔ "بیٹھو"۔

"اے بڑا واہیات نام ہے اس کا۔۔۔۔" عمران بدستور اونچی آواز میں بولا۔ "راکی مامبا۔۔۔لاحول ولاقو"۔

"آہستہ بولو۔۔۔۔" وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"اچھا۔۔۔۔" عمران نے احمقانہ تحیر کے ساتھ پوچھا۔ "آہستہ بولنا چاہیے"؟۔

"رپورٹ دو جلدی میرے پاس وقت نہیں۔۔۔"

"بس وہ وہیں القاہرہ میں بیٹھا رہا تھا"۔

"یہ رپورٹ ہے"؟ ۔نادر بیگ آنکھیں نکال کر بولا۔

"پھر تم ہی بتاؤ۔۔۔۔"؟

"کتنا خرچ ہوا اس کام پر۔۔۔"

"کچھ رقم جیب سے بھی لگ گئی۔۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ وہیں بیٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔"؟

"بالکل۔۔۔۔اور میں بھی وہیں بیٹھا رہا تھا بیکار تو نہیں رہ سکتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے کچھ نہ کچھ کھاتے ہی رہنا پڑتا ہے۔ معدہ چوپٹ ہو کر رہ گیا۔۔۔۔اب علاج معالجے کا خرچہ بھی نکالو۔۔۔"

"یعنی کہ وہ سب پیسے کھا گئے۔۔۔"؟

"پیسے نہیں کھانا کھا گیا۔ چائے پی۔۔۔۔اور۔۔۔۔اب"۔ وہ خاموش ہو کر برا سا منہ بنا کر پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"تم پرلے درجے کے بدمعاش ہو، جاؤ نکلو یہاں سے"۔ نادر بیگ دانت پیس کر اسے گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔

"ارے واہ۔۔۔۔معاہدے کے خلاف کرو گے"۔ عمران نے برا مان کر کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔"؟

"بلیک میل نہیں کرو گے مجھے۔ معاہدہ ہو چکا ہے مسٹر۔ تمہیں مجھے بلیک میل کرنا ہی پڑے گا ورنہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا"۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔۔"؟

"نہیں۔۔۔لیکن اب تم خراب کر دو گے۔۔۔ابھی کل کیا کہا تھا تم نے کہ میں اسی طرح تمہارے لیے کام کرتا رہوں گا۔۔۔"

نادر بیگ خاموش ہو کر اسے گھورنے لگا۔

"کل تمہاری بیگم صاحبہ سے ملاقات بھی ہوئی تھی"۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"کیا کہا۔۔۔"؟ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "میری بیگم صاحبہ کیا بک رہے ہو"؟۔

"ہاں۔۔۔آں۔۔۔وہ جو ٹمپل روڈ پر رہتی ہیں۔ میں کل رات کو ان کے گھر بھی گیا تھا لیکن وہ میری کسی بات کا جواب نہ دے سکیں"۔

"کہاں کی اڑا رہے ہو۔۔۔"؟ نادر بیگ تھوک نگل کر بولا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔۔۔

"تم نے اسے پچھلی رات قتل کر دیا"۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"چچ چلے جاو۔۔۔یہاں سے۔۔۔ورنہ چپراسی۔۔۔"

"لاش کا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہو گا اس وقت۔۔۔تم نے اسے گلا گھونٹ کر مارا تھا"۔

"م۔۔۔میں کہتا ہوں۔۔۔چچ جاو یہاں سے۔۔۔"

"اب میں تمہیں بلیک میل کروں گا۔۔۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا شرارت آمیز لہجے میں مسکرایا۔

"چپراسی۔۔" نادر بیگ نے بلند آواز میں پکارا۔

جیسے ہی چپراسی اندر داخل ہوا عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "چائے اور پٹیٹو چپس"۔

چپراسی الٹے پاوں واپس چلا گیا اور نادر بیگ متحیرانہ انداز میں منہ پھیلائے دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مقتولہ وہیں نہیں مر گئی تھی بلکہ اس نے ہسپتال میں دم توڑا تھا"۔ عمران بڑے اطمینان سے بولا۔ "وہ قاتل کا نام تو نہیں بتا سکی تھی۔ لیکن شوہر کا نام اور پتہ ضرور بتا دیا تھا۔ شائد قاتل کا نام بھی بتا دیتی لیکن پھر بیہوش ہو گئی تھی۔۔۔"

"تم بکتے ہو۔۔۔اگر یہ بات ہوتی تو پولیس۔۔۔"

"پولیس کا تو نام ہی نہ لو۔۔۔" عمران رازدارانہ لہجے میں بولا۔ "پولیس تو بعد میں آئی تھی۔ جب وہ تمہارا نام اور پتہ بتا کر بیہوش ہو گئی تھی۔۔۔"

"تو پھر اب تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔"؟

"یہی کہ تم دونوں شوہر اور بیوی ہونے کے باوجود بھی اجنبیوں کی طرح رہتے تھے۔ ویسے وہ اپنے نام کے ساتھ تمہارا ہی نام استعمال کرتی تھی۔۔۔"

"اچھا تو پھر۔۔۔۔"؟

"پھر سمجھ جاؤ، یہ کسی نیک مقصد کے لیے نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"تم اسے کب سے جانتے تھے۔۔۔"؟

"ارے بہت دنوں سے۔۔۔ میں بھی تو ہوں ٹپ ٹاپ کا ممبر"۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔"؟

"دو ہزار روپے ماہوار دیا کرو۔۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔"؟

"بلیک میلنگ ہی میرا ذریعہ معاش ہے۔ ذرا لمبے ہاتھ مارتا ہوں اور پولیس والوں کو بھی کھلاتا ہوں"۔

"مگر تم تو ڈی۔ جی۔ رحمان کے لڑکے ہو"؟۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رحمان صاحب اپنی روزی کماتے ہیں اور میں اپنی۔ فضول بحثوں میں مت پڑو۔۔۔ تمہارے راز کی قیمت دو ہزار روپے ماہوار ہے۔۔"

"اور۔۔۔ اور وہ میرا ساتھی جو خون تھوک کر مر گیا"؟۔ نادر بیگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کے لیے بھی کوشش کر کے دیکھ لو۔ فون کرو پولیس ہیڈ کوارٹر میں یہیں موجود ہوں"۔

"میریا بھی تمہارے خلاف شہادت دے گی"۔

"یہ بھی سہی۔۔۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرے خلاف جتنے بھی حربے استعمال کر سکتے ہو کرو۔ لیکن دو ہزار روپے ماہوار تو تمہیں ادا ہی کرنے پڑیں گے۔ میرے پاس بہت ہی واضح قسم کے ثبوت ہیں کہ وہ تمہاری بیوی تھی۔۔۔"

تھوڑی دیر بعد چپراسی چائے اور پوٹیٹو چپس لایا۔ نادر بیگ اب بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ چہرے پر ایسے ہی آثار تھے جیسے یک بیک کوئی بلائے آسمانی نازل ہو گئی ہو اس نے چائے اور چپس میں ہاتھ میں نہیں لگایا۔۔۔ عمران کے دوسری پیالی میں چائے انڈیلی اور چپراسی کو آوازیں دینے لگا۔۔۔ " اس نے بھی آنے میں دیر نہیں لگائی۔

"یہ لو۔۔۔۔ " عمران نے پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔۔۔ میں۔۔۔"؟

"ہاں۔۔۔ تم ہی پیو، صاحب نہیں پئیں گے۔ زکام ہو گیا ہے۔ یہ لو۔ چپس بھی لے جاؤ" عمران نے کہا اور ساسر میں چپس علیحدہ کرنے لگا۔

چپراسی دونوں چیزیں لے کر واپس چلا گیا۔

نادر بے بسی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ہاں کیا کہتے ہو۔۔۔"؟ عمران نے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے سوچنے کا موقع دو۔۔"؟

" کل رات اس کے فلیٹ میں کون تھا"؟۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔"

"خیر مجھے۔۔۔ اس سے کیا بحث" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "میں تو اپنا معاملہ پکا کرنا چاہتا ہوں"۔

"ذرا ایک منٹ ٹھہرو۔ میں کچھ ضروری کاغذات منیجر کے کمرے تک پہنچا آؤں"۔ نادر بیگ دفعتاً اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور۔۔۔۔ ضرور" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میریا موجود ہو تو اسے ادھر بھیجتے جانا۔۔۔۔"

نادر بیگ جاتے جاتے پلٹ آیا اور عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم میریا کو کیا سمجھتے ہو۔ وہ باس کی منظور نظر ہے"۔

تو پھر بھلا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔۔ ویسے نہ بھیج سکو تو ایسی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں۔۔۔۔ بس تم میرا اور اپنا معاملہ جلدی سے پکا کر لو۔ کچھ ایڈوانس بھی دلوا سکو تو بہتر ہو گا"۔

"وہ اسے غصیلے انداز میں گھورتا ہوا چلا گیا۔

تقریباً بیس منٹ بعد وہ واپس آیا۔ چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ بار بار نچلے ہونٹ پر زبان پھیر رہا تھا۔

"کتنا ایڈوانس چاہیے"؟۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"جتنا آسانی سے دے سکو۔۔۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "زبردستی نہیں ہے"۔

"فی الحال یہ دو سو روپے رکھو۔۔۔۔۔۔ بقیہ کا انتظام بھی جلدی کر دیا جائے گا"۔

"لاو۔۔۔۔" عمران نے ہاتھ بڑھا کر سو سو کے دو نوٹ سنبھالے اور انہیں جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "بقیہ کے لیے کب آوں۔۔۔۔۔"؟

"یہاں ہرگز مت آنا۔۔۔"

"پھر۔۔۔"؟

"آج رات کو نو بجے وکٹوریہ پارک میں ملو۔۔۔۔ وہیں جگہ بھی بتا دوں گا"۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے۔۔۔"؟ عمران نے بھولے پن سے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں۔۔۔۔ میں تنہا ہوں گا۔۔۔"

"میرے قریب تو تنہا ہی ہو گے۔۔۔۔ لیکن جھاڑیوں میں پہلے سے کتنے چھپے ہوئے ہوں گے"؟۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہوگی"۔

"کیا ضمانت ہے۔۔۔۔"؟

"ضمانت۔۔۔۔ میں تمہیں کس طرح یقین دلاوں۔۔۔"؟

"اس کی ضرورت نہیں، میں یہیں تم سے وصول کر لیا کروں گا" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

نادر بیگ نے کچھ کہنا چاہا لیکن عمران اس کی طرف دیکھے بغیر باہر نکلا چلا آیا۔

---------------------------*-------------*

شام پرسکون تھی۔۔۔ عمران اپنے کمرے میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ دفعتاً سلیمان نے اندر آکر کھلیاں سی اڑائیں"۔ فون پر کوئی ہے"۔ اور واپس جانے لگا۔

"کون ہے"؟ عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ملیریا--"

"کیا بکتا ہے---"؟

"یہی نام بتایا تھا---"

"بھاگ جاؤ---" عمران نے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

فون پر میریا ہی تھی۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ وعدہ کے مطابق آج رات کو نہ مل سکے گی۔

عمران ریسیور رکھ کر ہٹ رہا تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی---

"ہیلو---" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا--

"کیا عمران صاحب تشریف رکھتے ہیں"؟ ۔دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نہیں-----اس وقت تو کھڑے ہیں، فرمائیے کون صاحب ہیں"؟۔

"اوہ---میں---بیگ---ماور---"

"ہام---کیا خبر ہے---"؟

"سمجھوتہ کرلو-----تم میری مدد کرو-----میں تمہاری مدد کروں گا---"

"چلو یہ بھی منظور ہے---"

"تو پھر آج رات کو نو بجے القاہرہ ہوٹل کی پشت پر ملو---"

عمران نے معنی خیز انداز میں پلکیں جھپکائیں اور بولا۔ "اچھی بات ہے----میں آؤں گا"۔

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد ہی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

کچھ دیر بعد وہ کیپٹن فیاض کے بنگلے میں نظر آیا---فیاض نے اس کی کہانی بڑے سکون کے ساتھ سنی تھی۔ لیکن اب تیوریوں پر بل ڈالے اسے گھور رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا تو تم----اس ماور بیگ کو تصدق وغیرہ سے ختمی کرنے کی کوشش کر رہے ہو---اور اس لڑکی میریا نے دھوکا نہیں کھایا تھا---"؟

"لل۔۔۔لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"۔

"اچھا تو۔۔۔اس دوسرے آدمی راکی ماما کو کس خانے میں فٹ کرو گے۔۔۔"؟

"میرا دعوی ہے کہ وہ تصدق کے مخالفین میں سے ہے۔۔۔"

"کس بنا پر دعوی ہے۔۔۔۔"؟

"نادر بیگ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھوں۔۔۔۔۔"

"ہوں"۔ فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا پچھلی رات والا قتل۔۔۔۔مسٹر بیگ۔۔"؟

"میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ سے ان کی سرگرمیوں پر روشنی پڑنے کے امکانات تھے۔۔۔"

"لیکن وہ تو کافی عرصے سے مجھ سے مل رہی تھی۔۔۔"؟

"پچھلی رات خود اسی کا بھانڈا پھوٹ جانے کا امکان تھا۔۔۔"

"وہ کس طرح۔۔۔۔۔"؟

"اس کا وینٹی بیگ میں نے ہی اڑایا تھا۔۔۔" عمران نے کہا اور پھر اسے بتانے لگا کہ کیسے اس نے اس پر نادر بیگ سے متعلق ہونے کا شبہ ہوا تھا۔

"لیکن"۔ اس نے کہا۔ اسے خالی کر کے کوڑا کباڑ بھرنے والا کوئی اور ہی تھا۔ غالباً اس نے مجھے پام کے پیچھے کچھ چھپاتے دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔ میرا دعوی ہے کہ اس ہینڈ بیگ میں کوئی ایسی چیز ضرور تھی جس سے ان لوگوں کے کسی معاملے پر روشنی پڑ سکتی"۔

"چلو یہی سہی پھر۔۔۔۔"؟

"پھر۔۔۔۔" عمران نے کچھ کہنا چاہا لیکن نہ جانے کیوں خاموش ہو گیا۔

"بکو جلدی سے کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔ آج میں بہت مصروف ہوں"۔ فیاض نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

"میں نے دوبار بہت ہی اہم مواقع پر بلی کی چیخیں سنی ہیں۔۔۔"

"تو پھر۔۔۔۔"؟

"پھر بتاؤں گا۔۔۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر القاہرہ کے پیچھے تمہارے آدمی موجود رہیں گے نا۔۔۔۔"؟

" تمہیں یقین ہے کہ یہ بھی اس کیس کی کوئی اہم کڑی ہے۔۔۔۔"؟

"جہنم میں جاؤ۔۔۔ "عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میں اکیلے ہی دیکھ لوں گا"۔

فیاض نے اس سے بیٹھنے کو بھی نہیں کہا۔۔۔ وہ اس کے بنگلے سے نکل کر ادھر ادھر وقت کاٹتا رہا۔۔۔۔۔ پھر ٹھیک آٹھ بجے القاہرہ پہنچا۔ اس نے سوچا تھا کہ القاہرہ کے عقبی راستے سے عمارت کی پشت پر پہنچے گا۔

ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے راکی ماما پر نظر پڑی۔ بظاہر وہ تنہا دکھائی دیتا تھا لیکن عمران نے جلد ہی محسوس کرلیا کہ کچھ لوگ اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔۔۔ دائیں بائیں تین میزوں پر آدمی موجود تھے۔۔۔۔ اوران کی بے چین آنکھیں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔۔ پاس ہی ایک میز ایسی تھی جس پر صرف ایک ہی آدمی تھا۔

اگر میں یہاں بیٹھ جاؤں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا"؟ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"جی نہیں۔ تشریف رکھئے۔ مجھے کسی کا انتظار نہیں ہے، تنہا ہوں"۔

"تنہائی" عمران نے بیٹھتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔ "تنہائی اس جہاں آب وگل کی تنہا حقیقت ہے"۔

"اوہ شاعر بھی ہیں"؟۔ اجنبی مسکرایا۔

"تنہائی سب کچھ بنا دیتی ہے"۔

اجنبی لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اس کے گلاس میں سرخ رنگ کی شرب تھی۔ عمران نے ویٹر کو بلا کر کافی طلب کی اور اونگھنے لگا۔

اجنبی نے دو چار بار اس کی طرف دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔۔۔۔

اس کا رخ آمدورفت کے دروازے کی طرف تھا۔ دفعتاً اسے میریا دکھائی دی جو ہال میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران گلدان کی اوٹ میں چہرہ چھپا کر کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ بائیں گوشے کی ایک میز کے جانب رکی تھی۔ جس پر پہلے سے دو آدمی بیٹھے تھے۔

وہ دونوں اسے دیکھ کر اٹھے تھے۔ انداز مودبانہ تھا۔۔۔ پھر عمران نے میریا کو بیٹھتے دیکھا۔

عمران کی نظر راکی مامبا پر بھی تھی ۔۔۔۔ میریا کی آمد کے بعد اس نے اسے مضطربانہ انداز میں پہلو بدلتے دیکھا تھا۔

ویٹر کافی لایا ۔۔۔ عمران وقت گزارنے کے لیے ہلکی ہلکی چسکیاں لیتا رہا۔ نو بجے تک اسے یہاں بہرحال بیٹھنا تھا۔

لیکن کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس وقت یہاں کافی طلب کرکے بہت بڑی حماقت کا مرتکب ہوا ہو۔ سر بری طرح چکرانے لگا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے ہاتھ پیروں کا دم نکل رہا ہو۔ وہ اپنی مرضی سے انہیں جنبش بھی نہ دے سکے گا ۔۔۔

آہستہ آہستہ پپوٹے بوجھل ہوتے رہے۔ اور اس پر غنودگی طاری ہوتی رہی پھر اس نے اپنا سر میز پر ٹکا دیا ۔۔۔۔

دوبارہ ہوش میں آیا تو ایک جانی پہچانی خوشبو ذہن میں چکرائی ۔۔۔۔ پتہ نہیں کیسی بیہوشی تھی کہ آنکھ کھلنے پر ذرا سی بھی کسلمندی محسوس نہیں ہوئی۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پوری نیند کے بعد بالکل تروتازہ اٹھا ہو۔

میریا قریب ہی کرسی پر بیٹھی اس کی طرف تشویش کن نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔

"تم اب ہوش میں ہو نا ۔۔۔"؟ اس نے خوش ہو کر پوچھا۔ اور عمران اچھل کر بیٹھ گیا۔

بڑی شاندار اور آرام دہ مسہری تھی۔

"آدمی اتنی پیے ہی کیوں کہ اس حال کو پہنچ جائے ۔۔۔" وہ پھر بولی ۔۔۔ عمران اسے گھورتا رہا۔ میریا نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ تم بری طرح بہک رہے تھے۔ اگر میں نہ لاتی تو ویٹروں نے تمہیں اٹھا کر لان میں پھینک دیا ہوتا"۔

عمران پھر ذہن پر زور دینے لگا لیکن اسے ایسی کوئی بات یاد نہیں آئی۔ وہ تو میز پر سر ٹکا کر سو گیا تھا۔ اس کے جسم میں اتنی سکت ہی کہاں رہ گئی تھی کہ وہ ہال سے باہر نکلوا دینے والی حرکتیں کرتا ۔۔۔ اس نے ایک بار پھر میریا کو گھور کر دیکھا ۔۔۔

"تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو ۔۔۔"؟

"تم سے غلطی سرزد ہوئی ۔۔۔ مجھے اس طرح یہاں نہ لانا چاہیے تھا ۔۔۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

دفعتاً پشت سے ہلکے سے قہقہے کی آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔

دروازے میں تصدق کھڑا اسے مضحکانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دو آدمیوں نے ریوالور سنبھال رکھے تھے۔۔۔

"اوہو۔۔۔ خوب ملے" عمران چہک کر بولا۔ مجھے بھی تمہاری تلاش تھی اور پولیس کو بھی۔۔۔"

"میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں" تصدق خشک لہجے میں بولا۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس پولیس آفیسر کو مسٹر بیگ کے گھر کیوں لے گئے تھے۔ اس کا وینٹی بیگ کیوں اڑایا تھا۔ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق بیگ سے بھی تھا۔۔۔"؟

"سوالات لکھ کر لاؤ۔۔۔۔۔ بہت سارے ہیں" عمران سر ہلا کر بولا۔۔۔۔۔۔ ورنہ ابھی بلی چیخے گی اندھیرا ہوگا اور میں ایک آدھ کی ناک صاف کر کے لے جاؤں گا"۔

"اسے چھت سے الٹا لٹکا دو۔۔۔" تصدق نے اپنے مسلح ساتھیوں سے کہا۔

"معقول بات ہے۔ جس گدھے کو کافی سے نشہ ہو جاتا ہے اس کی یہی سزا ہونی چاہیے" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جلدی کرو۔۔۔" تصدق اپنے آدمیوں کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

"ان محترمہ کو تو یہاں سے ہٹا دو۔۔۔" عمران نے میریا کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ورنہ الٹا لٹک کر میں ان پر کوئی اچھا اثر نہ ڈالوں گا"۔

ان میں سے ایک نے اپنا ریوالور اپنے جیب میں ڈال لیا۔۔۔ دوسرا بدستور اپنے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیے رہا۔۔۔ جیسے ہی دوسرا آدمی عمران کی طرف بڑھا وہ کسی خونخوار آدمی کی سی ایکٹنگ کرتا ہوا پیچھے کھسکنے لگا اور پھر نہ صرف یہ کہ عمران کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا بلکہ جیب سے ریوالور بھی نکل کر عمران کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں نظر آیا۔۔۔۔۔ وہ اچھل کر اپنے دوسرے ساتھی پر جا پڑا تھا۔ دونوں ایک ساتھ زمین پر ڈھیر ہو گئے۔۔۔

عمران ریوالور کا رخ تصدق کی طرف کرتا ہوا بولا۔ "تم اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا۔۔۔" دوسرے آدمی کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکل کر فرش پر دور جا پڑا تھا۔۔۔۔

عمران اس کو کور کیے ہوئے اس ریوالور کی جانب کھسکتا رہا۔۔۔۔

لیکن بس تھوڑی سی غفلت نے کھیل بگاڑ دیا۔ وہ میریا کے وجود کو بالکل ہی نظر انداز کر بیٹھا تھا۔

لہذا قبل اس کے کہ وہ خود ریوالور تک پہنچتا میریا اسے چھاپ بیٹھی۔۔۔

"گرا دو۔۔۔ ریوالور زمین پر گرا دو ورنہ میں فائر کر دوں گا"۔ عمران نے چونک کر اسے للکارا۔۔۔ لیکن اس نے عمران پر ایک فائر جھونک ہی مارا۔۔۔ شاید اس کا ہاتھ کانپ گیا تھا ورنہ عمران کا زخمی ہو جانا یقینی تھا۔ فائر خالی ہو گیا۔

وہ دونوں بھی سنبھل گئے تھے۔ قبل اس کے کہ عمران میریا کی فکر کرتا وہ دونوں اس پر ٹوٹ پڑے اس بار تصدق بھی ان کا ساتھ دے رہا تھا۔

"ہینڈز اپ۔۔۔۔" دفعتا ایک بھاری بھرکم غراہٹ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"اوہ۔۔۔ تم۔۔۔" ؟ عمران نے تصدق کی آواز سنی۔

وہ سب عمران کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔۔۔ ریوالور عمران کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ دروازے کے قریب راکی مامبا اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور تانے کھڑا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے اور وہ بھی غیر مسلح نہیں تھے۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔۔۔ لیکن میریا بدستور ریوالور تھامے کھڑی رہی۔

"مجھے امید ہے مادام کہ آپ غیر جانب داری کا ثبوت دیں گی۔۔۔" راکی مامبا نے بڑے ادب سے کہا۔۔۔

اور میرا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر ریوالور والا ہاتھ نیچے گرا دیا۔۔۔۔

"ری روما کی موجودگی میں کوئی کسی پر ریوالور نہیں نکال سکتا"۔ تصدق نے غصیلے لہجے میں بولا۔

"آپ یہاں سے چلی جائیے مادام۔۔۔۔ میں استدعا کر رہا ہوں"۔ راکی مامبا نے پھر بڑے ادب سے میریا کو مخاطب کیا۔

"ری روما" عمران متحیرانہ انداز میں بڑبڑایا اور آنکھیں پھاڑے میریا کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔

"میں جا رہی ہوں"۔ میریا نے مترنم آواز میں کہا۔

"شکریہ مادام۔۔" راکی مامبا نے کسی قدر جھکتے ہوئے کہا۔

لیکن قبل اس کے کہ وہ دروازے کی طرف مڑتی عمران ایک ہی جست میں اس کے پیچھے پہنچ گیا۔۔۔۔ نہ صرف پیچھے پہنچ گیا بلکہ دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے ریوالور تو پہلے ہی اس کی گرفت سے نکل چکا تھا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے۔

" اگر کسی نے قریب آنے کی کوشش کی تو میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا "عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔ " تم سب اپنے ریوالور زمین پر ڈال دو۔۔۔۔ "

" یک بیک کمرے کی فضا پر بوجھل سکوت طاری ہوگیا۔ میریا بھی بے حس و حرکت کھڑی تھی۔۔۔۔ اس کے انداز سے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے سمجھتی ہو کہ اس کی ہلکی سی جنبش بھی اس کی گردن جسم سے الگ کر دے گی "۔

" ریوالور زمین پر گرا دو۔۔۔ " راکی مامبا نے اپنے آدمیوں سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔ اور پھر یکے بعد دیگرے ریوالور گرانے کی چار آوازیں کمرے میں گونجیں۔۔۔۔

تصدق راکی مامبا کے قریب ہی کھڑا تھا اور اس کی پشت راکی مامبا کی طرف تھی۔ دفعتاً عمران نے راکی مامبا کا ہاتھ اٹھتے دیکھا جو پوری قوت سے تصدق کی گدی پر پڑا۔ تصدق کے حلق سے ایک کریہہ سی آواز نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔۔۔۔ راکی مامبا تصدق کے آدمیوں کو مخاطب کر کے دہاڑا۔ " کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے۔۔۔۔ سمجھے۔۔۔۔ میں راکی مامبا ہوں "۔

تصدق اوندھا پڑا ہوا اس طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے جانکنی طاری ہو۔۔۔۔ منہ سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا۔۔۔۔ دفعتاً راکی مامبا نے ایک پر زور نعرہ لگایا۔ اور اچھل اچھل کر عربی میں کہنے لگا۔ " میں نگازان کا بیٹا ہوں۔۔۔۔ جس کا گھونسہ ہاتھیوں کے مغز بہا دیتا تھا۔۔۔۔ میری راہ کا آخری پتھر بھی ہٹ گیا۔۔۔ "

" خاموش رہو "۔ میریا گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔ " میری خبر کیوں نہیں لیتے "؟۔

عمران نے اس کی گردن پر اپنی گرفت کچھ اور مضبوط کر لی۔

عمران نے راکی مامبا کو ہنستے دیکھا۔۔۔۔ ایسا محسوس ہوا جیسے وہ یک بیک چونک کر آپے میں آ گیا ہو۔ پھر عمران سے بولا۔ " تم کون ہو، ہم سے تمہیں کیا غرض ہے؟۔ مادام کو چھوڑ دو۔۔۔۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔۔۔۔

ورنہ تم نے اس کا حشر دیکھ ہی لیا۔۔۔۔۔۔

اس نے تصدق کی طرف اشارہ کیا جو اب قطعی ساکت ہو چکا تھا۔

"یہ مر چکا ہے"۔ راکی مامبا نے کہا۔

"قریب آؤ۔۔۔ "عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔

"کیا بات ہے۔۔۔"؟ راکی مامبا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"آؤ قریب آؤ۔۔۔ تصدق کے متعلق ایک بات ہے" عمران نے آہستہ سے کہا۔

راکی مامبا پر اشتیاق تحیر کا اظہار کرتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔۔۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک بے ساختہ قسم کی چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ بھی تصدق ہی کے انداز میں بے تحاشا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا تھا عمران نے پوری قوت سے اپنا سر اس کی ناک کے پردے پر دے مارا تھا۔۔۔

اس کے تینوں ساتھی عمران پر جھپٹ پڑے لیکن وہ غافل تو نہیں تھا ان کے قریب پہنچنے سے قبل ہی میریا کو ان پر پھینک مارا۔۔۔ پھر جتنی دیر میں وہ دوبارہ سنبھلتے عمران نے جھک کر ایک ریوالور اٹھا لیا۔ میریا چیخ رہی تھی اور گالیاں بک رہی تھی۔

راکی مامبا دونوں ہاتھوں سے ناک دبائے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خبردار جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے" عمران انہیں کور کرتا ہوا دہاڑا۔۔۔ تصدق کے ساتھی تو پہلے ہی سے بے حس و حرکت کھڑے تھے انہوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی البتہ راکی مامبا کے آدمی مرنے مارنے پر آمادہ نظر آ رہے تھے۔

ایک نے جیسے ہی جھک کر ریوالور اٹھانا چاہا۔ عمرا نے فائر کر دیا وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے دبائے کراہتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔"؟ میریا چیخی۔۔۔ لیکن عمران اسے جواب دیئے بغیر راکی مامبا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو دونوں گھٹنوں پر زور دے کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا عمران نے بڑی بیدردی سے اس کی ٹھوڑی پر ٹھوکر رسید کی۔۔۔ پھر اچھل اچھل کر سر پر ٹھوکریں مارتا رہا اور وہ کسی ارنے بھینسے کی طرح دہاڑتا ہوا بالآخر بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اب تصدق کے آدمیوں کو اپنی طرف داری پر ابھارنا شروع کیا۔ انہیں سمجھاتا رہا کہ وہ اس کی مدد کریں تو سرکاری گواہ بنا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔۔۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔۔" میریا بولی۔ آپس کے جھگڑوں میں ایک آدمی مر گیا۔ اس سے ان تمام پر کیا اثر پڑے گا"۔

"ری روما۔۔۔۔ ڈارلنگ تم خاموش رہو۔۔۔ ری روما اور اس کے بین الاقوامی گروہ کے متعلق میری معلومات بہت وسیع ہیں۔۔۔۔۔۔ اگر اس وقت ان لوگوں نے تمہیں ری روما کہہ کر مخاطب نہ کیا ہوتا تو میں یقیناً اندھیرے میں رہتا اور تم لوگوں کے خلاف چارج لگوانے میں بے حد دشواری پیش آتی۔۔۔۔ اور اب تو میں تمہارے اڈوں سے وافر مقدار میں منشیات برآمد کر سکوں گا۔۔۔۔"

میریا صرف ہونٹ ہلا کر رہ گئی حلق سے کوئی آواز نہیں نکل سکی تھی۔ پھر عمران نے تصدق کے دونوں ساتھیوں کو اس بات پر آمادہ کر ہی لیا کہ وہ راکی ماما کے ساتھیوں اور میریا کے ہاتھ پشت پر باندھ دیں۔ اس کے لیے ان کی ٹائیاں استعمال کی گئیں۔ عمارت میں فون بھی موجود تھا۔۔۔ تصدق کے دونوں ساتھیون نے عمران کو اس عمارت کا محل وقوع سمجھایا اور پھر عمران نے کیپٹن فیاض کو اطلاع دی کہ اسے پولیس فورس سمیت کہاں پہنچنا ہے۔۔۔ میریا کو چپ سی لگ گئی تھی۔۔۔ اور راکی ماما اب بھی بے ہوش پڑا تھا۔

* * * *

دوسرے دن جب عمران کیپٹن فیاض کی رپورٹ مکمل کرانے بیٹھا تو فیاض اسے بالکل ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ اپنے کسی ایسے بزرگ کو دیکھتا ہے جو اسے پریوں اور دیووں کے دیس کی کہانیاں سنا رہا ہو۔۔۔

عمران کہہ رہا تھا۔۔ "اب میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس مسٹر بیگ کے وینٹی بیگ میں کوکین یا اور کوئی منشی چیز تھی۔۔۔ چونکہ میں نے بیگ اڑایا تھا۔ اس لیے انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ ہم لوگ ان سے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں بلکہ مسٹر بیگ کو بھی ان سے متعلق سمجھتے ہیں لہذا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ وہ تصدق کی پارٹی سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔ تصدق ہی نے اسے ختم کر دیا۔ تم نے پوچھا تھا کہ آخر تصدق اور میریا نے مجھے ٹپ ٹاپ میں الو کیوں بنایا تھا۔

ری روما گروہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی سربراہ ایک عورت ہوتی ہے۔۔۔۔ کسی بھی شخص کی ناجائز اولاد۔۔۔ جب ایک ری روما مر جاتی ہے تو یہ پھر کسی ایسی عورت کو تلاش کرتے ہیں جو اپنے والدین کی ناجائز اولاد ہو۔۔۔ اس کے لیے کسی ایک ملک کی تخصیص نہیں جہاں سے بھی ان کی مرضی کے مطابق کوئی عورت مل جائے اسے اپنی سربراہ تسلیم کر لیتے ہیں۔۔۔ کبھی کبھی یہ آپس میں لڑ بھی جاتے ہیں اور جیت اس کی ہوتی ہے جسے ری روما کی حمایت حاصل ہو۔۔

تصدق اور را کی ماما آپس عی کی دو پارٹیاں تھیں۔۔۔ تصدق کو ری روما یعنی میریا کی حمایت حاصل تھی۔۔۔ وہ ترکی سے اس کی حمایت حاصل کرنے یہاں آیا تھا۔۔۔ اس میں کامیاب بھی ہوا۔۔۔ را کی ماما بھی پہنچا تھا۔۔ تصدق جانتا تھا کہ وہ بھی افریقہ کے کسی ملک سے یہاں آیا ہے لیکن اس کے ٹھکانے سے واقف نہیں تھا۔ لہذا اس نے سوچا کہ کوئی ایسی حرکت کی جائے جس کی بنا پر وہاں اس کی موجودگی نہ صرف ظاہر ہو جائے بلکہ را کی ماما کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ تصدق ری روما کی حمایت حاصل کر چکا ہے۔

اور سنو۔۔۔ بلی کی چیخ ان کا ایک مخصوص اشارہ ہے۔۔۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکیم کے مطابق کام شروع کر دیا جائے۔۔"

" تمہیں یہ ساری معلومات کہاں سے بہم پہنچیں"؟ ۔ فیاض نے تحیر آمیز انداز میں پوچھا۔

" اور اس لڑکی نے تم سے کیوں پوچھا تھا کہ تمہیں اس کا چہرہ پہلے سے بڑا تو نہیں معلوم ہو رہا۔۔"؟

"معلومات گھر بیٹھے یا بیگم کی ہم نشینی میں نہیں حاصل ہوتی۔۔۔ پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔۔۔ آہاں ٹھیک۔۔۔ وہ بھی ایک طرح کا علامتی اعلان عی تھا۔۔۔ چہرہ بڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دوسری پارٹی کو مذکورہ پارٹی کو ری روما کی حمایت حاصل ہونے کا علم ہو جائے۔۔۔

لیکن فیاض صاحب۔۔۔ اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔۔۔ پہلی ری روما ہے جو کسی ملک کی پولیس کی گرفت میں آئی ہے۔۔۔ بڑا ہنگامہ ہوگا۔ میریا کو ایسی جگہ رکھو جہاں کسی کا گزر نہ ہو سکے۔۔۔۔ نہ جانے کتنے تصدق اور را کی ماما اس کی رہائی کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے"۔

"ہوں۔۔۔ "فیاض نے طویل سانس لی اور اپنی پیشانی رگڑتا ہوا آرام وہ کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔

***************** تمام شد *******************